﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد13 | جمعۃ المبارک 03رفروری2006ء | 04رمحرم الحرام 1427 ہجری قمری ❁ 03رتبلیغ 1385 ہجری شمسی | شمارہ 05

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

جب یہ یقین کرلیا کہ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف ملنے کا ہی نہیں اور خوارق اب دئے ہی نہیں جاسکتے تو پھر مجاہدہ اور دعا محض بیکار ہوں گے اور اسلام ایک جھوٹا مذہب ٹھہرے گا اور نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نے بھی اس اُمّت کو دھوکہ دیا کہ خیر الامّت بنا کر پھر کچھ بھی اسے نہ دیا۔

اگر ختم نبوت کے ساتھ ہی معرفت اور بصیرت کے دروازے بھی بند ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) خاتم النبیین تو کجا نبی بھی ثابت نہ ہوں گے۔

مَیں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز قدر نہیں کی اور آپ کی شان عالی کو بالکل نہیں سمجھا۔

’’یہ لوگ جن مہلکات میں پھنسے ہوئے ہیں وہ بہت خطرناک مرض ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوگی کہ اُمّت کی نسبت باوجود خیر الامم ہونے کے یہ یقین کرلیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل شرفِ مکالمہ سے محروم ہے اور خواہ ساری عمر کوئی مجاہدہ کرتا رہے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا (نعوذ باللہ)۔ جیسے کہہ دیا جاوے کہ خواہ ہزار ہاتھ تک کھودتے چلو مگر پانی نہیں ملے گا۔ اگر یہ سچ ہے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں تو مجاہدہ اور دعا کی کیا حاجت ہے؟ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ جس کو ممکن الحصول سمجھتا ہے اسے تلاش کرتا ہے اور اس کے لئے سعی کرتا ہے اور اگر اسے یہ خیال اور یقین نہ ہو تو وہ مجاہدہ اور سعی کا دروازہ بند کردیتا ہے۔ جیسے ہُما یا عنقا کی کوئی تلاش نہیں کرتا اس لئے کہ سب جانتے ہیں کہ یہ چیزیں ناممکن الحصول ہیں۔ پس اسی طرح جب یہ یقین کرلیا کہ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف ملنے کا ہی نہیں اور خوارق اب دئے ہی نہیں جاسکتے تو پھر مجاہدہ اور دعا جو اس کے لئے ضروری ہیں محض بیکار ہوں گے اور اس کے لئے کوئی جرأت نہ کرے گا۔ اور اس اُمّت کے لئے نعوذ باللہ ﴿مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى﴾ (بنی اسرائیل:۷۳) صادق آئے گا۔ اور اس سے خاتمہ کا بھی پتہ لگ جائے گا کہ وہ کیسا ہوگا کیونکہ اس میں تو کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہوسکتا کہ یہ جہنمی زندگی ہے۔ پھر آخرت میں بھی جہنّم ہی ہوگا اور اسلام ایک جھوٹا مذہب ٹھہرے گا اور نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نے بھی اس امت کو دھوکہ دیا کہ خیر الامت بنا کر پھر کچھ بھی اسے نہ دیا۔

اس قسم کا عقیدہ رکھنا ہی کچھ کم بدقسمتی اور اسلام کی ہتک نہ تھی کہ اس پر دوسری مصیبت یہ آئی کہ اس کے لئے وجوہات اور دلائل پیدا کرنے لگے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ یہ دروازہ مکالمات ومخاطبات کا اس وجہ سے بند ہوگیا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب:41) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ کے بعد یہ فیض اور فضل بند ہوگیا۔ مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا ہے کہ یہ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر ختم نبوت کے ساتھ ہی معرفت اور بصیرت کے دروازے بھی بند ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) خاتم النبیین تو کجا نبی بھی ثابت نہ ہوں گے۔ کیونکہ نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لئے ہوتی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو اور ایسا ایمان ہو جو لذیذ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اس کی قدرتوں اور صفات کی تجلّی کو انسان مشاہدہ کرے اور اس کا ذریعہ بھی اس کے مکالمات ومخاطبات اور خوارق عادات ہیں۔ لیکن جب یہ دروازہ ہی بند ہوگیا تو پھر اس بعثت سے فائدہ کیا ہوا؟

مَیں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز قدر نہیں کی اور آپؐ کی شانِ عالی کو بالکل نہیں سمجھا۔ ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہ نہ تراشتے۔ اس آیت کے اگر یہ معنے جو یہ پیش کرتے ہیں تسلیم کرلئے جاویں تو پھر گویا آپؐ کو نعوذ باللہ ابتر ماننا ہوگا۔ کیونکہ جسمانی اولاد کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے اور روحانی کی یہ نفی کرتے ہیں تو پھر باقی کیا رہا؟‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 429-430 جدید ایڈیشن)

صدق نیت کا اجر

حضرت سہل بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الإمارة باب استحباب طلب الشهادة)

فرمودات خلفاء

وقف جدید اور بچے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’اگر آپ کے دل میں یہ احساس ہو کہ کہیں ہمارے بچوں کو بخل کی عادت نہ پڑ جائے اور اس عادت میں وہ پختہ نہ ہوجائیں تو مہینہ میں ایک اٹھنی (یا جو اور بھی غریب ہیں یعنی جو خاندان اقتصادی لحاظ سے اچھے نہیں ان کے متعلق مَیں نے کہا ہے کہ ایک خاندان کے سارے بچے مل کر ایک اُٹھنّی مہینہ میں دیں) ایسی چیز نہیں جو بوجھ معلوم ہو۔ صرف توجہ کی کمی ہے اور یہ حالت دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے۔ پس مَیں بچوں کو بھی اور ان کے والدین اور سرپرستوں کو بھی اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے آہستہ آہستہ عادت ڈال کر وقف جدید کے نظام کو مالی لحاظ سے بچوں کے سپرد کردینا ہے..........۔

......پس ابھی سے اپنے بچوں کی تربیت کریں اور ان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں۔ وقف جدید کی رقم اس قدر تھوڑی ہے کہ مَیں سمجھا تھا اسے بچوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالنے کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔..........

......غرض اللہ تعالیٰ نے اتنا فضل کیا ہے اور یہ کوئی بڑی رقم نہیں جو بچوں سے مانگی جارہی ہے۔ یہ رقم مانگی بچوں سے جارہی ہے اور بچوں کے ہاتھ سے ہی ہمیں ملنی چاہئے۔ ایک بچہ جو بالکل چھِلے کا ہی ہو ماں اگر چاہے تو اس کے ہاتھ سے چندہ دلوا سکتی ہے۔ کیا ہم پیدائش کے وقت اس کے کان میں اذان نہیں کہتے۔ آپ اس کے ہاتھ میں اُٹھنّی پکڑا دیں یا دو مہینہ کا چندہ اکٹھا دینا ہو تو روپیہ کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دے دیں اور آگے کردیں اور لینے والے سے کہیں اس سے لے لو۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے گا مگر لینا ہم نے بچہ سے ہی ہے۔ ہاں ذمہ داری بہرحال والدین اور سرپرستوں پر ہے۔

پس مَیں جماعت کے احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اس طرف فوری طور پر متوجہ ہوں..........۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بھی توفیق دے اور مجھے بھی توفیق دے کہ ہم اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اسے اس رنگ میں نبھائیں کہ وہ ہم سے خوش ہوجائے اور اس کی رضا ہمیں حاصل ہوجائے‘‘۔

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 105-106)

اداریہ

آفتاب صبح نکلا اب بھی سوتے ہیں یہ لوگ

2005ء کے آخری ہفتہ میں دنیا نے ایک ایسا نظارہ دیکھا جس کی مثال کم ہی کہیں ملتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس بستی جو ہندوستان کے ایک غیر ترقی یافتہ علاقہ میں دُور ایک کونے میں ہے۔ جہاں دنیوی کشش اور ظاہری دلچسپی کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ وہاں پہنچنے کے لئے صرف ایک راستہ ہے اور وہ بھی طرح طرح کی مشکلات سے پُر۔ سو سال پہلے بھی یہ رستہ غیر محفوظ سمجھا جاتا تھا اور آج بھی سواریاں ادھر سے گزرتے ہوئے گھبراتی ہیں۔اس دُور دراز علاقہ میں ستّر ہزار سے زائد عشاق احمدیت کا اجتماع موجودہ حالات کے لحاظ سے ایک ناقابل یقین مظاہرہ ہے احمدیت کی سچائی کا، احمدیوں کے جوش وجذبۂ دینی کا، قربانی، ایثار اور خدا کے رستہ میں پیش آنے والی مشکلات وتکالیف کو آگے بڑھ کر بصد شوق گلے لگانے کا۔قادیان جیسا کہ دنیا کو معلوم ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ؎

قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

اس کے بعد "یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ" کی خدائی بشارت کے مطابق لوگ کشاں کشاں خدائی فضلوں کو حاصل کرنے اور اپنی علمی وروحانی تربیت کے لئے وہاں جمع ہونے شروع ہوئے۔قادیان نے ہر لحاظ سے غیر معمولی ترقی کی۔ قادیان میں پریس لگ گئے، وہاں سے متعدد اخبار اور رسالے جاری ہوگئے۔ بجلی کی سہولت حاصل ہوگئی اور تار برقی، ریل کا سٹیشن بن گیا۔سکول اور کالج شروع ہوگئے۔کئی کارخانے لگ گئے اور اس طرح خدائی بشارتوں کے پورا ہونے سے دنیا بھر کے احمدیوں کے حوصلے بلند ہوئے اور تبلیغ واشاعت کے کام میں ترقی ہونے لگی۔مگر اس کے بعد "داغ ہجرت" کی الہامی پیشگوئی پوری ہونے کا وقت آیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور جماعت کا اکثر حصہ اس محبوب جگہ سے ہجرت کرکے پاکستان آ گیا۔مگر ہمارے اولوالعزم رہنما نے جہاں ایک طرف پاکستان میں آنے والے بے سروسامان احمدیوں کی آباد کاری اور ایک وادیٔ غیر ذی زرع میں ربوہ شہر بسانے کا ڈول ڈالا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک شہر آباد ہوگیا حالانکہ اس کے مقابل پر حکومتی منصوبے ڈانواڈول ہوتے رہے اور احمدیت کے مخالفوں نے ایڑھ چوٹی کا زور لگایا اور پوری کوشش کی کہ احمدیوں کے کہیں پاؤں نہ لگیں مگر انسانی کوششوں پر خدائی ارادے غالب آئے اور "ربوہ" ایک زندہ اور دائمی معجزہ کے طور پر قائم ہوگیا۔

وہاں اس نہایت مشکل وقت میں بھی حضور قادیان کی آبادی اور حفاظت کے فرض سے کسی لمحہ بھی غافل نہ ہوئے اور آپ کی تفصیلی ہدایات اور رہنمائی کی روشنی میں 313 درویشوں نے ساری جماعت کی نمائندگی میں ایسی حالت میں اپنے آپ کو پیش کردیا کہ ان کے زندہ رہنے سے ان کے مرجانے کے امکانات کہیں زیادہ اور کہیں یقینی تھے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے ان درویشوں کے ذریعہ دنیا کے اس کونہ میں اذان کی آوازیں برابر آتی رہیں۔مرکزی مساجد برابر آباد رہیں۔خدمت دین کا کام بھی جاری رہا۔اس کام کی عظمت وشان اس سے ظاہر ہے کہ تقسیم برصغیر سے قبل بٹالہ، امرتسر اور لدھیانہ وغیرہ مشرقی پنجاب کے مشہور شہروں میں بہت سے اسلامی مدرسے اور مشہور علماء موجود تھے۔ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو احمدیت کی مخالفت کو ہی اپنے لئے وجہ شہرت سمجھتے تھے۔مگر ملک کی تقسیم کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال میں وہ اِدھر اُدھر بکھر کر رہ گئے۔انہوں نے پیش آمدہ مشکل حالات میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر قربانی پیش کرنے کی نسبت اپنی جانوں اور اموال کی حفاظت کو مقدم سمجھا اور پاکستان آکر بڑی بڑی جائیدادیں حاصل کرنے اور مساجد ومدرسوں کے نام پر اپنے کاروبار چمکانے شروع کردئے۔قادیان کے ماحول میں بڑی بڑی گدّیاں اور خانقاہیں بھی پائی جاتی تھیں جہاں بہت بڑی تعداد میں نذرانے اور چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے اور سالانہ عرس بڑی شان وشوکت سے منائے جاتے تھے۔اب بٹالہ شریف، سانیاں شریف اور اتڑ چھتڑ کی گدیاں خالی اور ویران ہوگئیں اور ان مقامات کی بزرگی اور تقدس کے قصیدے پڑھنے والے اپنے بزرگوں کے مزاروں کو ہندوؤں اور سکھوں کی تحویل میں دے کر اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔مگر وہ خدائی کونپل جو قادیان سے پھوٹی تھی، جس پر مخالفت کی آندھیاں روز اول سے ہی چلنا شروع ہوگئی تھیں وہ ان مخالف حالات میں بھی مارنے والے سے بچانے والا زیادہ قابل اعتماد ہے پر ایمان ویقین کی وجہ سے وہاں سے بھاگ کر آنے کو اپنی موت اور ہلاکت سے بدتر سمجھتے ہوئے مخالفانہ نعروں اور تلواروں کے سائے میں اپنی گردن خدا کے آگے جھکائے ہوئے ﴿ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ﴾ (الاحزاب:23) (یہ تو وہی حالت ہے جس کا خدا اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے) کا ورد کرتے ہوئے اپنے ایمانوں اور قربانیوں میں پہلے سے بھی آگے قدم بڑھاتے چلے گئے۔خدا تعالیٰ نے ان کی قربانی کو قبول فرمایا اور اس مقدس مقام کو ویران وبے آباد ہونے سے بچالیا۔درمیانی حالات وواقعات بھی بہت ایمان افروز ہیں تاہم ان پر پہلے بھی بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور آئندہ بھی ہمیشہ لکھا جائے گا۔مگر اس جلسہ سالانہ پر ہم نے جو ایمان افروز نظارے دیکھے وہ خدائی فضلوں اور احسانوں کا ایک بے مثال جلوہ تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان کے گلی کوچوں میں بڑی محبت اور عقیدت سے جلوہ افروز تھے۔دنیا بھر سے پروانے شمع احمدیت کے طواف کے لئے موسم کی سختیوں اور سفر کی صعوبتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک بہت بڑی تعداد میں پہنچ کر زبان حال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش خبریوں اور اسلام واحمدیت کی سچائی کا اعلان کر رہے تھے۔

جماعت کے مخالف ہمیشہ یہ تعلّی کیا کرتے ہیں کہ ہم ہر جگہ مرزائیوں کا تعاقب کریں گے۔ جہاں تک انسانی کوشش کا تعلق ہے انہوں نے اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑی مگر پیچھے مڑ کر دیکھنے سے یہی نظر آتا ہے کہ وہ مخالفت میں جائز وناجائز کی حدود کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھی ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہ کرسکے اور جماعت کی ترقی میں کسی طرح کی روک نہ ڈال سکے۔کیونکہ جماعت تو آسمانی مدد سے آگے بڑھ رہی ہے اور یہ لوگ ہمارے تعاقب میں وہاں تک رسائی نہیں پاسکتے۔ ؎

آسمانی مَیں، عدو میرا زمینی، اس لئے
مَیں فلک پر ہوں، اُس کو ہے بِل کی تلاش

(عبدالباسط شاہد)

جی آیاں نوں، جی آیاں نوں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اپنے دورِ خلافت میں قادیان دارالامان کے پہلے مبارک دورہ کے موقع پر درویشان قادیان اور اہالیان قادیان کے جذبات کی ترجمانی میں مکرم مبارک احمد صاحب ظفر کا لکھا ہوا پنجابی زبان میں یہ استقبالیہ گیت حضور انور ایدہ اللہ کی قادیان آمد پر اور جلسہ سالانہ کے ایام میں ایم ٹی اے پر بھی بار بار نشر ہوکر دنیا بھر کے احمدیوں کے لئے مسرت وشادمانی کا موجب بنا رہا۔فجزاہ اللہ۔ (مدیر)

اَسی شکر ہزاراں کرنے آں
لکھ حمد ثناواں کرنے آں
ہتھ جوڑ سلاماں کرنے آں
دن عید تے شب شبرات ہوئی
اَج خوشیاں دی برسات ہوئی

جی آیاں نوں جی آیاں نوں
سر اکھّاں تے جی آیاں نوں
سو بسم اللہ جی آیاں نوں

ساڈا سوہنا سائیں سردار آیا
سانوں دین محبتاں پیار آیا
لے گھر گھر وِچ بہار آیا
دل نچدا بھنگڑے پاندا اے
بے قابو ہو ہو جاندا اے

جی آیاں نوں جی آیاں نوں
سر اکھّاں تے جی آیاں نوں
سو بسم اللہ جی آیاں نوں

اَساں وریہاں راہواں تکیاں نیں
اَساں ہجر جدائیاں کٹیاں نیں
اَساں سَدھراں دل وچ رکھیاں نیں
ربّ یار دا میل کرایا اے
ساڈا ڈاہڈا مان وَدھایا اے

جی آیاں نوں جی آیاں نوں
سر اکھّاں تے جی آیاں نوں
سو بسم اللہ جی آیاں نوں

اے پاک مسیحؑ دی بستی اے
ایتھے رحمت رب دی وردی اے
ایتھے مستی کھڑ کھڑ ہسدی اے
اینہوں امن دی دنیا کہندے نیں
ایتھے لوک فرشتے رہندے نیں

جی آیاں نوں جی آیاں نوں
سر اکھّاں تے جی آیاں نوں
سو بسم اللہ جی آیاں نوں

ایتھوں نور دا چشمہ پھُٹیا سی
ایتھوں فیض دا دریا وَگیا سی
ایتھے پیار دا بوٹا اُگیا سی
تُسی اِس بوٹے دے مالی او
تُسی اِس بستی دے والی او

جی آیاں نوں جی آیاں نوں
سر اکھّاں تے جی آیاں نوں
سو بسم اللہ جی آیاں نوں

ساڈی جاناں تے اولاداں دے
ساڈی عزتاں تے اوقاتاں دے
تُسی مالک ساڈیاں مالاں دے
دل واری جاں سوغاتاں نیں
تُسی آگئے او کیا باتاں نیں

جی آیاں نوں جی آیاں نوں
سر اکھّاں تے جی آیاں نوں
سو بسم اللہ جی آیاں نوں

اَساں درویشاں مسکیناں نیں
ناچیزاں خاک نشیناں نیں
اس بستی واس مکیناں نیں
اینہوں ریجاں نال سجایا اے
ایدا مٹی گھٹا لاہیا اے

جی آیاں نوں جی آیاں نوں
سر اکھّاں تے جی آیاں نوں
سو بسم اللہ جی آیاں نوں

تُسی راکھے ربّ دے دین دے او
تُسی وارث شاہ نشین دے او
تُسی کامے عرش نشین دے او
تُسی شاہواں دے سردار وی او
تُسی حق سُچّی سرکار وی او

جی آیاں نوں جی آیاں نوں
سر اکھّاں تے جی آیاں نوں
سو بسم اللہ جی آیاں نوں

سانوں ہور کسے دی لوڑ نئیں
سانوں کسے وی شے دی تھوڑ نئیں
تاڈے ورگا تے کوئی ہور نئیں
تُسی وارث او پڑدادے دے
تُسی مالک او ہر پاسے دے

جی آیاں نوں جی آیاں نوں
سر اکھّاں تے جی آیاں نوں
سو بسم اللہ جی آیاں نوں

(مبارک احمد ظفر۔لندن)

صحابہؓ رسولؐ کی سادہ زندگی

(سہیل احمد ثاقب بسرا)

جب ہم صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اَجمعین کی زندگیوں پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ ان میں ہر طبقہ کے لوگ تھے امیر بھی اور غریب بھی مگر جب اسلام کی آغوش میں آ گئے تو اپنی زندگیوں کو یکسر تبدیل کرلیا اور ایسی طرز معاشرت اپنائی کہ خدا اور اس کے رسول کے محبوب بن گئے حتیٰ کہ ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ﴾ کے مقام پر پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

قَدْ وَدَّعُوْا اَھْوَاءَھُمْ وَ نُفُوْسَھُمْ
وَتَبَرَّءُوْا مِنْ کُلِّ نَشْبٍ فَانٖ

کہ انھوں نے اپنی خواہشوں اور نفسوں کو یکسر چھوڑ دیا اور ہر فانی مال ومنال سے بیزار ہو گئے۔

یہ مال ومنال سے بیزاری اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرام دنیاوی عیش وعشرت سے کنارہ کش ہو چکے تھے اور اپنے کھانے، پینے، اوڑھنے، بچھونے میں ایسا طرز عمل اپنا چکے تھے کہ دنیا کی محبت ان پر ٹھنڈی ہو چکی تھی اور وہ آخرت کی راہوں کو سنوار رہے تھے۔

✿......سادگی اور بے تکلّفی کا یہ انداز تھا کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ جو عالی مرتبت صحابی تھے گھر میں بیٹھے سرکہ کے ساتھ روٹی کھا رہے ہیں دریں اثناء کچھ اور صحابہ ملنے آتے ہیں تو انہیں بھی شریکِ طعام کر لیتے ہیں اور جو کچھ خود کھا رہے ہیں وہی بے تکلّفی کے ساتھ ان کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

✿......ابتدائے اسلام میں صحابہؓ کو عسرت کی حالت سے گزرنا پڑا۔ حتیٰ کہ درختوں کے پتے کھا کر بھی گذارہ کرتے رہے جس کہ نتیجہ میں کئی مسلمانوں کے جبڑے پھٹ گئے تھے۔

(شمائل ترمذی۔باب ماجاء فی عیش النبیؐ)

✿......اسی کسمپرسی کے دور کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کے گھر میں تشریف لائے تو بیٹی نے زیتون کے تیل کو، جو بطور سالن استعمال ہوتا تھا، ایک اور سالن کے ساتھ پیش کیا تو حضرت عمرؓ فرمانے لگے: ایک برتن میں دو دو سالن۔ خدا کی قسم کبھی نہ کھاؤں گا۔

(اسد الغابۃ ذکر عمر بن الخطاب)

✿......صحابہؓ تو محض یادِ الٰہی کیلئے زندہ رہنا پسند فرماتے تھے اور یہ ہرگز پسند نہ فرماتے کہ ان کی زندگیوں میں کہیں عیش وعشرت کا شائبہ بھی ہو۔ یہ جو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم بضرور تم کو خوف، بھوک، مالوں اور پھلوں کی کمی کے ساتھ آزمائیں گے تو صحابہؓ کی متبرّک ہستیاں بڑی کامیابی کے ساتھ ان ابتلاؤں اور آزمائشوں میں پوری اُتریں اور فتح وکامرانی کے ساتھ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً کی حالت میں خدا کے حضور پیش ہوئیں۔

✿......حضرت مصعب بن عمیرؓ ایک متموّل گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی پرورش ناز ونعم میں ہوئی تھی اعلیٰ قسم کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہّ میں مصعب سے زیادہ کوئی حسین، خوش پوش اور ناز ونعم میں پلا ہوا نہیں۔

(الا صابہ فی تمییزا الصحابۃ فی ذکر مصعب بن عمیر)

لیکن جب اسلام قبول کیا تو ایسا ابتلا آیا کہ ہر طرح کی آسائش اور کشائش جاتی رہی اور تکلّفات سے بے بہرہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک بار جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جسم بھی پوری طرح ڈھکا ہوا نہیں تھا اور صرف کھال کا ایک ٹکڑا زیب تن تھا جس پر بھی کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت مصعبؓ پر نظر پڑی تو فرمانے لگے: الحمدللہ۔ ان سب دنیا والوں کی حالت بدل جانی چاہئے۔ یہ وہ نوجوان ہے جس سے زیادہ ناز ونعم میں پلا ہوا مکہّ میں کوئی نہ تھا لیکن خدا اور رسول کی محبت نے اُسے ظاہری تکلّفات سے بے نیاز کر رہا ہے۔

(الا صابہ فی تمیز الزا لصحابہ فی ذکر مصعب بن عمیر)

✿......حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے مگر طرزِ معاشرت اور ظاہری لباس اس قدر سادہ تھا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے بازار سے گھاس خریدا تو انہیں مزدور سمجھ کر گانٹھ ان کے سر پر رکھ دی۔ جب کسی جاننے والے نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو ہمارے امیر اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس پر وہ شخص سخت نادم ہوا اور معذرت چاہتے ہوئے گانٹھ اتارنے کے لئے لپکا تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا: نہیں اب تو تمہارے مکان پر پہنچ کر ہی اتاروں گا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد فی ذکر سلمان فارسی)

حیرت ہوتی ہے صحابہ رسولؐ کا اسوہ دیکھ کر۔ شہر کا گورنر ہے مگر طبیعت میں انتہائی سادگی اور خدمت کا جذبہ ہے۔

آغازِ اسلام میں تو صحابہؓ کو اتنا کپڑا بھی میسر نہ تھا کہ تہبند اور کرتا دونوں سلوا سکتے بلکہ صرف ایک کپڑے کا ٹکڑا ہوتا جسے اس طرز پر پہنتے تھے کہ وہ تہبند اور کرتے دونوں کا کام دے دیتا تھا۔ اسی وقت کی بات ہے کہ جب ایک صحابیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے یا نہیں تو فرمایا: أَوَ لِکُلِّکُمْ ثَوْبَانِ۔ کہ کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں۔ (ابو داؤد۔ کتاب الصلوۃ، باب جماع الثواب ما یصلی فیہ)

✿......نماز عید کے لئے باہر جانے کی جب اجازت ہوئی تو بعض عورتوں کو چادر میسر نہ تھی جب حضورؐ سے استفسار ہوا تو فرمایا کہ ایسی عورتوں کو دوسری عورتیں اپنی چادر اوڑھا دیں۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الصلوۃ، باب ما جاء فی خروج النساء فی العیدین)

✿......شادی بیاہ کا موقع ایسا موقع ہے کہ جب ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے اچھے اور خوبصورت کپڑے ہوں مگر صحابیاتؓ کو دیکھیں کہ جب وہ دلہن بنتی ہیں تو مستعار جوڑا لیتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس گاڑھے رنگ کی ایک کرتی تھی شادی بیاہ میں جب کوئی عورت تیار کی جاتی تو وہ مجھ سے عاریۃً منگوا لیتی تھی۔ (بخاری کتاب الھبۃ، باب الاستعارۃ للعروس عند البناء)

✿......سادہ معاشرت جب کسی معاشرے میں رواج پا جائے تو پھر چاہے کتنی ہی سادگی کیوں نہ ہو معیوب نہیں سمجھی جاتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شادیوں میں اس کی جھلک ملتی ہے۔

✿......ایک صحابی ایک عورت سے شادی کرنا چاہتے تھے. جب مہر کی بات ہوئی تو معلوم ہوا کہ ان کے پاس صرف ایک تہبند ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ مہر میں دے دیا تو ستر پوشی کس طرح کرو گے۔ پھر فرمایا کہ کچھ اور تلاش کرو اور اگر کچھ نہیں تو کم از کم لوہے کی ایک انگوٹھی ہی دے دو۔ مگر اس پر بھی صحابی کہنے لگے یا رسول اللہ وہ بھی نہیں ملتی۔ چنانچہ آپؐ نے قرآن مجید کی چند سورتیں سکھانا حق مہر مقرّر کر کے نکاح پڑھا دیا۔

(ابو دائود، کتاب النکاح)

کیا آج کل کے معاشرے میں ہمیں یہ سادگی نظر آتی ہے؟ آج کل تو لوگ فیشن میں اور شادی بیاہ کے موقع پر اسراف میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی ٹھان رہے ہیں۔

✿......اب ایک پُر تکلّف ولیمہ کا حال سُنیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ حضرت فاطمہؓ کی جب حضرت علیؓ سے شادی ہوئی تو دعوتِ ولیمہ میں صرف کھجور، جَو کی روٹی، پنیر اور شوربا تھا۔ چنانچہ اس پر حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ اس زمانے میں اس سے زیادہ پُر تکلّف ولیمہ نہیں ہوا۔ اور اس شادی میں جہیز ایک پلنگ، ایک بستر، ایک چادر، دو چکیّاں اور ایک مشکیزے پر مشتمل تھا۔

(شرح علامہ زرقانی، الجزء الثانی، صفحہ 366,367۔ ذکر تزویج علی فاطمۃؓ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یہ خیال کہ چونکہ غربت تھی اس لئے صحابہؓ کی یہ حالت تھی؟ ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ بہت سے صحابہؓ ایسے تھے جن پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل تھا اور ہر طرح کی دنیاوی نعمتوں سے مالا مال تھے۔ مثال کے طور پر حضرت عثمان غنیؓ جن کو غنی ہی اس وجہ سے کہا گیا کہ وہ اپنے اموال کو غُربا کی مدد کے لئے لُٹاتے تھے، یہودیوں سے میٹھے پانی کا کنواں خرید کر ہر کس وناقص کیلئے عام کر دیتے ہیں کہ جو چاہے پانی لے، کوئی معاوضہ نہیں۔ (کنز العمّال جلد نمبر 13، کتاب الفضائل، فضائل العجابۃ، فضائل عثمان بن عفانؓ)

✿......حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک متموّل اور امیر آدمی تھے لیکن طرزِ معاشرت نہایت سادہ تھی معمولی لباس زیب تن فرماتے اور سادہ غذا کھاتے تھے۔

(کنز العمّال جلد نمبر 12، کتاب الفضائل، فضائل العجابۃ، فضائل الصدیقؓ)

✿......حضرت عمرؓ جیسی عالی مرتبت ہستی کو دیکھیں کہ رات کو حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لئے چکّر لگاتے ہیں اور اپنا حال یہ ہے کہ رات کو چکّر کے دوران ایک صحابی کے پاس جاتے ہیں اور پیوند شدہ قمیص اُتار کر دیتے ہیں کہ اسے دھو کر اس کے پیوند وں کو ٹھیک کر دو۔ وہ صحابی نہ صرف اس قمیص کو دھو کر اس کے پیوند ٹھیک کرتے ہیں بلکہ ساتھ ایک قبطی قمیص سلائی کر کے دیتے ہیں۔ لیکن جب حضرت عمرؓ اس قبطی قمیص کو چھوتے ہیں تو نرم محسوس کرتے ہیں۔ اس پر فرماتے ہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں کیونکہ میری قمیص اس قبطی قمیص کی نسبت زیادہ پسینہ کو جذب کرنے والی ہے۔

(کنز العمال جلد نمبر12، کتاب الفضائل، فضائل العجابۃ، فضائل الفاروقؓ طبع اولیٰ 1998 دار الکتب العلمیہ بیروت)

غذا اتنی سادہ کہ ایک بار حضرت حفص بن ابی الناصر نے کہا کہ آپ کی غذا اتنی معمولی ہوتی ہے کہ ہمارے لئے اسے کھانا دشوار ہوتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ مَیں اعلیٰ درجہ کے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ درست نہیں۔ خدا کی قسم اگر مجھے قیامت کا خوف نہ ہوتا تو مَیں بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی غذا کھا سکتا تھا۔ (کنز العمال جلد 12، کتاب الفضائل، فضائل العجابۃ، فضائل الفاروقؓ الطبۃ الاولیٰ 1998 دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، لبنان)

حقیقت بھی یہی تھی کہ یہ خوفِ لقاء الٰہی تھا جس نے صحابہؓ کو سادہ طرزِ معاشرت پر قائم رکھا اور ان کا مقصود ہرگز نہ تھا کہ مال ودولت ملے اور بے فکری اور عیش کے سامان ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”صحابہؓ دنیا کی طرف نہیں جھکے کہ عمریں لمبی ہوں اور اس قدر مال ودولت ملے اور یوں بے فکری اور عیش کے سامان ہوں۔ مَیں جب صحابہؓ کے اس نمونہ کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپ نے ان کی کایا پلٹ دی اور انہیں بالکل رُو بخدا کر دیا“۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 423)

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد وبارک وسلم۔

✿✿✿✿✿✿✿

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

دنیاوی مصائب

تحریر: حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ

آریہ صاحبان کہتے ہیں کہ دنیا کی تنگی تُرشی ان کے گزشتہ اعمال کا نتیجہ ہیں اور قرآن فرماتا ہے کہ ﴿وَلَوْبَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌ بَّصِیْرٌ﴾ (الشوریٰ :28) یعنی اگر اللہ بندوں کے لئے رزق کشادہ کردیتا۔ تو ضرور وہ سرکشی اور فساد کرتے۔ اسی لئے وہ ایک اندازے کے ساتھ جتنا چاہتا ہے اتارتا ہے، کیونکہ وہ بندوں کے حالات، اور ان کی فطرت سے خوب واقف ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگیٔ رزق بھی لوگوں کے فائدہ اور دُنیا کے نظام کے لئے ضروری ہے اور کئی لوگ اسی لئے نجات یافتہ ہوں گے کہ وہ غریب تھے، اسی طرح اور مصائب بھی انسان کی اصلاح کرتے ہیں۔ مثلاً بیماری بھی انسان کی بہت اصلاح کرتی ہے صحت کی قدر اور خداتعالیٰ کی طرف رجوع اور دعا، صدقات وخیرات وغیرہ نیکیاں مصائب کی وجہ سے ہی انسان کو حاصل ہوتی ہیں۔ اسی طرح بیماریاں انسان کی اصلیت اور اس کے ظرف کو ظاہر کردیتی ہیں تاکہ وہ اپنی اصلاح کرسکے۔

ایک دن ایک بچہ سر سے پیر تک پھوڑوں سے گلا ہوا ہسپتال میں لایا گیا۔ اس کی ماں اس کے ساتھ تھی۔ ایک دہریہ ڈاکٹر کہنے لگا کہ اگر کوئی رحیم خدا ہوتا تو یہ حالت دُنیا کے لوگوں کی نہ ہوتی۔ میں نے کہا خدا صرف رحیم نہیں بلکہ حکیم اور ذُو اِنتقام بھی ہے۔ اس کی دوسری صفات کا مظاہرہ ہونا بھی دُنیا میں ضروری ہے۔ رحیم ہونے کی وجہ سے وہ اس بچہ پر دوسری قسم کے فضل نازل کرے گا دُنیا میں اور آخرت میں حکیم ہونے کی وجہ سے ممکن ہے کہ اس کو کسی اور مہلک مرض سے بچانے کی غرض سے بیماری دی ہو۔ کیونکہ بعض بیماریاں دوسری زیادہ خطرناک بیماریوں سے بچالیتی ہیں۔ مثلاً گائے کی غیر مہلک چیچک انسانی مہلک چیچک سے یا ملیریا بعض قسم کے خطرناک جنون سے۔ اسی طرح ایک یہ حکمت ہے کہ ان پھوڑوں کی وجہ سے آپ کو مفت کا ثواب ملتا ہے۔ اور علاج کے متعلق آپ کا علم بڑھتا ہے۔ اور پھر لاکھوں ایسے مریض شفایاب ہوسکتے ہیں۔ یا حفظِ ماتقدم اس بیماری کا دُنیا میں رائج ہو سکتا ہے۔

ذوانتقام اس وجہ سے کہ قدرت اس کی اور اس کے والدین کی بدپرہیزیوں کا بدلہ لے رہی ہے تاکہ دوسرے لوگ عبرت پکڑیں اور اُسے سزا ملے۔ کہنے لگا کیا بچوں کو بھی سزا؟ میں نے کہا کہ اگر بچہ آگ میں ہاتھ ڈال دے تو کیا اس کا ہاتھ نہیں جلے گا۔ قانون قدرت تو چھوٹے بڑے سبھی پر حاوی ہے۔ اسی طرح تموّل سے انسان خدا کی طرف سے لاپرواہ ہوجاتا ہے اور زندگی میں بھی خوشی نصیب نہیں ہوتی۔ بیسیوں کروڑپتی اس بات کے گواہ ہیں، بلکہ کئی تو ان میں سے خودکشی کرکے مرگئے اور مرتے وقت لکھ کر چھوڑ گئے کہ دنیا کی دولت میں فکر اور غم زیادہ ہے۔ بلکہ غور سے دیکھا جائے تو رنج وراحت اکثر لوگوں کو برابر برابر ہی تقسیم کیا گیا ہے۔ امیر کے آگے سونعمتیں ہوں مگر ان میں لذّت نہیں۔ غریب کو طاقت ایک سوکھے ٹکڑے میں ملتی ہے اور جو لطف اس کے چبانے میں آتا ہے وہ امیر کو مرغ پلاؤ میں بھی نہیں آتا۔ جیسی میٹھی نیند غریب سوتا ہے ویسی امیر کہاں سوتا ہے۔ مَیں نے خود بعض دولت مند تاجروں کو دیکھا ہے جو چوروں اور قاتلوں کے ڈر کے مارے پلنگ کسی کمرہ میں بچھواتے تھے اور سوتے کسی اور کمرہ میں تھے۔ ہر روز انکی چارپائی کسی علیحدہ جگہ پر ہوتی تھی۔

ہاں یہ مَیں مانتا ہوں کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کو اکثر حصّہ عمر میں راحت وآرام نصیب نہیں ہوا۔ سو ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں مزید انعامات کا وعدہ کیا ہوا ہے اور وہ اُمراء سے سینکڑوں سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔ مگر یہ بات غلط ہے کہ کوئی شخص بلا کسی راحت وآرام کے زندہ ہے۔ کیونکہ اگر غریبوں کو مرنے کے لئے کہا جائے تو وہ اس پر ہرگز راضی نہ ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی آرام تو ہے ورنہ وہ زندگی کو لمبا کرنے اور دنیا میں رہنے کے خواہش مند نہ ہوتے۔ نہ اپنی بیماریوں کا علاج کرواتے، نہ یہ خواہش رکھتے کہ ہمارے ہاں اولاد ہو، جو ہماری طرح مصیبت اٹھائے۔

میرے پاس ایک غریب کمپوڈر تھا اور اس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ ایک دن آہ بھر کر کہنے لگا کہ دیکھو اس علاقہ کے نواب کو کہ دولت کی وجہ سے کس قدر راحت وآرام میں ہے، اور مجھے دیکھو کہ غربت سے اتنا تنگ ہوں۔ مَیں نے اسے کہا: میاں اللہ دتہ نواب نے تین شادیاں کیں ہیں اور اتنی دولت ہے مگر اس کے اولاد نہیں۔ اسی حسرت میں مرا جاتا ہے کہ مَیں لاولد ہوں۔ اور یہ غم اس کے دل کو کھائے جاتا ہے کیا تمہیں یہ منظور ہے کہ تمہارا اکلوتا بیٹا اس کو مل جائے اور اس کی دولت تم کو۔ میں نے ابھی فقرہ ختم نہیں کیا تھا کہ اس نے چیخ ماری اور رو رو کر کہنے لگا کہ سائیں خدا کے لئے میرے بیٹے کا بُرا نہ چاہو۔ لعنت ہے اس دولت اور ریاست پر جس میں میرا پیارا قادر بخش میری آنکھ سے اوجھل بھی ہو۔ اس وقت اسے پتہ لگا کہ واقعی میں غریب ہوکر بھی نوابوں سے زیادہ خوش ہوں۔

حقیقت اس اختلاف وتکالیف کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک دنیا دار الابتلاء ہے اور اصل گھر انسان کا آخرت ہے جو بہتر اور باقی رہنے والا گھر ہے۔ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہی دنیا میں آرام اور اپنے اعمال کے اجر کے طالب ہوتے ہیں۔ اور دنیا کو ہی آخرت اور دارالاجر ماننے لگتے ہیں ان کے نزدیک سب نعمتیں بس دنیا پر ختم ہیں۔ مسلمان کے نزدیک یہ جگہ اور اس کی نعمتیں کچھ بھی نہیں، بھلا وہ نعمتیں بھی کیا جو زوال پذیر ہوں اور پھر ہر قسم کی تلخیاں بھی ان کے ساتھ ساتھ لگی ہوں ﴿بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ﴾۔ جلد باز انسان یہ چاہتا ہے کہ خواہ تھوڑا سا ہی آرام ہو فوراً اور ابھی مل جائے مگر مومن کی نظر وسیع ہوتی ہے۔ وہ اپنا ذخیرہ اعمال اپنے مستقل گھر کے لئے رکھتا ہے۔ کیا کسی نے ریلوے ویٹنگ روم کو بھی اپنے فرنیچر اور سامان سے آراستہ کیا ہے؟ جہاں تھوڑی دیر ٹھہرنا ہو وہاں بستر کھول کر لیٹ جانا کیسی بے وقوفی کی بات ہوگی۔

یاد رکھو کہ جو مصائب لوگوں پر اس دنیا میں نازل ہوتی ہیں وہ یا تو سزا ہیں اسی دنیا کی بداعمالیوں کی۔ یا ابتلا ہیں انعام اور ترقی کے لئے۔ یا عام قانونِ قدرت کے اثرات ہیں جو غفلت اور لاعلمی کی وجہ سے انسان بھگتتا ہے۔ یا لوگوں کی طرف سے اس پر مظالم ہیں جن کی سزا مجرم کو اور جزا مظلوم کو آئندہ ملے گی۔ چنانچہ فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّلٰکِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ﴾ (یونس:۴۵) ترجمہ: اللہ (کی شان) یقیناً (ایسی ہے کہ وہ) لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ اپنی جانوں پر (آپ ہی) ظلم کرتے ہیں۔ یعنی لوگ آپس میں ظلم کرتے ہیں اور الزام خدا پر لگاتے ہیں۔

(ماخوذ از: "مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ جلد دوم صفحہ ۸۴۸۔۸۵۱)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19رجنوری 2006ء قبل از نماز ظہر وعصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

(1) مکرم رشید احمد صاحب چھیدو (ریجنل امیر ساؤتھ ویسٹ ریجن)

مکرم رشید احمد صاحب 15رجنوری 2006ء کو صبح ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کرنے کے بعد احمدیہ سیکنڈری سکول بو سیرالیون میں بطور ٹیچر خدمت کی توفیق پائی۔ 1960ء میں برطانیہ آکر محکمہ تعلیم میں ملازم ہوئے اور یوکے جماعت میں مختلف شعبوں میں خدمت سلسلہ کا موقعہ ملتا رہا۔ وفات سے قبل آپ ساؤتھ ویسٹ ریجن کے امیر اور زعیم اعلیٰ کے طور پر خدمات بجالا رہے تھے۔ آپ کا اپنے علاقہ میں اچھا اثر ورسوخ تھا۔ کارن وال میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کی کوشش کررہے تھے اور کونسل سے اس کی منظوری بھی لے چکے تھے۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم عبدالسلام جمونی صاحب۔

مکرم عبدالسلام صاحب 16رجنوری 2006ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم انتہائی مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ آپ کے دادا مکرم مستری فیض احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم جمونی صاحب (سابق ہیڈ ماسٹر) کے برادر نسبتی اور مکرم نبیل احمد ارشد صاحب ابن مکرم عبدالباقی ارشد صاحب کے سسر تھے۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم چوہدری رشید احمد صاحب (پریس سیکرٹری)

مکرم چوہدری رشید احمد صاحب 29ردسمبر 2005 کو حرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو طویل عرصہ تک جماعت کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ ابتداء میں لاہور میں خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ 1967ء میں پاکستان سے برطانیہ آنے پر محکمہ تعلیم سے منسلک رہے اور یہاں مختلف جماعتی عہدوں پر کام کرنے کے علاوہ چلڈرن بک کمیٹی کے چیئرمین، سیکرٹری ساؤتھ فیلڈ ٹرسٹ، ممبر قضاء بورڈ اور الفضل انٹرنیشنل کے پہلے ایڈیٹر اور چیئرمین کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ خلافت رابعہ کے دور سے لیکر وفات تک آپ نے سیکرٹری پریس اینڈ پبلیکشن کے طور پر انتھک خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے بے شمار مضامین مختلف اخبارات اور رسائل میں چھپتے رہے اور بچوں کے لئے آپ نے بہت سی کتب بھی تصنیف فرمائیں۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ 4 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ شریفہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم سید احمد علی صاحب۔ ناروے)

مکرمہ شریفہ بیگم صاحبہ 6راکتوبر 2005ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت عبدالرحیم صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ آپ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ ہمیشہ محبت اور پیار سے پیش آتیں۔ ساری عمر احسان کا پہلو نمایاں رہا۔ دعاگو، غریبوں کی ہمدرد اور خلافت سے بے انتہا محبت رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی آپ کو ایک دلی لگاؤ تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور خود ان کا نگہبان ہو۔ آمین۔

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد صحابہ کرام کے اپنی زندگیوں میں عظیم الشان روحانی پاک تبدیلیاں پیدا کرنے، دین کو دنیا پر مقدم کرنے، عبادت کے قیام، تعلق باللہ، تقویٰ، راستی، صبر واستقامت، امانت ودیانت، للّٰہی محبت واخوت اور راہ مولا میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے نہایت درجہ ایمان افروز واقعات کا روح پرور بیان۔

تم بھی اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو اپنے ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلو۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز- فرمودہ 13 / جنوری 2006ء بمطابق 13 / صلح 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد اقصیٰ، قادیان (بھارت)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (سورة الجمعة آیت ۴)

اس آیت کا ترجمہ ہے: اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی مبعوث کیا ہے جو ابھی ایمان نہیں لائے۔ (جو نبی کا ذکر چل رہا ہے)۔ وہ کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

یہ آیت جب نازل ہوئی تو ایک صحابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس شخص نے یہ سوال تین دفعہ دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا یعنی زمین سے ایمان بالکل ختم ہو گیا تو ان میں سے ایک شخص اس کو واپس لائے گا، دوسری جگہ رِجَالٌ کا لفظ بھی ہے یعنی اشخاص واپس لائیں گے۔

تو یہ آیت اور یہ حدیث ہم میں سے اکثر نے سنی ہوئی ہے، پڑھتے بھی ہیں۔ لیکن آج میں اس حوالے سے نمونے کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند صحابہؓ کا ذکر کروں گا۔ جنہوں نے بیعت کے بعد اپنے اندر وہ تبدیلیاں پیدا کیں جن کے نمونے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں نظر آتے ہیں۔ جب صحابہؓ نے اُس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کی وجہ سے تمام برائیوں اور گھٹیا اخلاق سے توبہ کی۔ فسق و فجور، زنا، چوری، جھوٹ، قمار بازی، شراب نوشی، قتل و غارت وغیرہ کی عادتیں اُن میں سے اس طرح غائب ہوئیں، جس طرح کبھی تھیں ہی نہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ یہ عادتیں ختم ہو گئیں، بلکہ اعلیٰ اخلاق اور نیکیاں بجا لانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش شروع ہو گئی۔ عبادات میں مشغولیت اور قربانی کی ایسی روح پیدا ہو گئی کہ کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو کچھ عرصہ پہلے اس سے بالکل الٹ تھے۔ اُن لوگوں کا مطلوب ومقصود صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان سے عشق و محبت میں فنا ہونا رہ گیا تھا۔ ان کے عشق و محبت کی ایسی مثالیں بھی تھیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو بھی نیچے نہیں گرنے دیتے تھے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور اللہ تعالیٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وعدے کے مطابق کہ رہتی دنیا تک اب تیرا نام ہی روشن رہنا ہے، تیرے ذریعے سے ہی بندوں نے مجھ تک پہنچنا ہے اگر زمین میں ایسا دور بھی آیا کہ ایمان دنیا سے بالکل مفقود ہو گیا تو تب بھی مَیں تیرے عاشق صادق کے ذریعہ سے اسے دوبارہ دنیا میں قائم کروں گا۔ اس مسیح محمدی کے ذریعہ سے ایک انقلاب برپا کروں گا جس پر تیری قوت قدسی کا اثر ہو گا اور وہ اس کے ذریعہ پھر وہ مثالیں قائم کروائے گا جو تُو نے صحابہ میں پیدا کیں، حضرت امام مہدی کا ظہور ہوا۔

اس وقت جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ ان مثالوں کے چند نمونے پیش کروں گا جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نور سے فیض پا کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عطا فرمایا تھا، اپنے صحابہ میں، اپنے ماننے والوں میں، اپنے بیعت کرنے والوں میں کیا انقلاب عظیم پیدا کیا تھا۔ اس بارے میں میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی بیان کرتا ہوں کہ آپؑ نے اپنے صحابہ کو کیسا پایا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"مَیں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایام مباہلہ کے بعد گویا ہماری جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ مَیں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدے میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں"۔

(انجام آتھم - روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 315)

اب مَیں ان پاک نمونوں کی چند مثالیں دیتا ہوں۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب جو مالیر کوٹلے کے نواب خاندان سے تھے، رئیس خاندان کے تھے، نوجوان تھے، ان میں گو نیکی تو پہلے بھی تھی۔ لہو ولعب کی بجائے، اوٹ پٹانگ مشغلوں کی بجائے جو نوجوانوں میں پائے جاتے ہیں، اُن میں اللہ کی طرف رغبت تھی، اچھی عادتیں تھیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت نے اس کو مزید صیقل کیا اور چمکایا۔ انہوں نے خود ذکر کیا ہے کہ پہلے میں کئی دفعہ نمازیں چھوڑ دیا کرتا تھا۔ اور دنیا داری میں پڑا ہوا تھا۔ لیکن بیعت کے بعد ایک تبدیلی پیدا ہو گئی۔

ان کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"حبی فی اللہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس خاندان ریاست مالیر کوٹلہ (ازالہ اوہام میں یہ ذکر ہے) قادیان میں جب وہ ملنے کے لئے آئے تھے اور کئی دن رہے، پوشیدہ نظر سے دیکھتا رہا ہوں کہ التزام ادائے نماز میں ان کو خوب اہتمام ہے اور صلحاء کی طرح توجہ اور شوق سے نماز پڑھتے ہیں اور منکرات اور مکروہات سے بالکل مجتنب ہیں"۔ (ازالہ اوہام - روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 526)

حضرت نواب محمد علی خان صاحب خود اپنے بھائی کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جن امور کے لئے میں نے قادیان میں سکونت اختیار کی میں نہایت صفائی سے ظاہر کرتا ہوں کہ مجھ کو حضرت اقدس مسیح موعود اور مہدی مسعود کی بیعت کئے ہوئے بارہ سال ہو گئے اور مَیں اپنی شومئی طالع

سے گیارہ سال گھر ہی میں رہتا تھا''، بدنصیبی سے، بدقسمتی سے گیارہ سال گھر ہی میں رہتا تھا۔'' اور قادیان سے مہجور تھا۔ صرف چند دن گاہ بگاہ یہاں آتا رہا اور دنیا کے دھندوں میں پھنس کر بہت سی عمر ضائع کی۔ آخر جب سوچا تو معلوم کیا کہ عمر تو ہوا کی طرح اڑ گئی اور ہم نے نہ کچھ دین کا بنایا اور نہ دنیا کا۔ اور آخر مجھ کو یہ شعر یاد آیا کہ ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں　　　ایں خیال است و محال است و جنوں'

(خدا کو بھی چاہنا اور گھٹیا دنیا کو بھی چاہنا یہ صرف ایک خیال ہے اور یہ ناممکن ہے اور پاگل پن ہے)۔

لکھتے ہیں کہ:

''یہاں میں چھ ماہ کے ارادے سے آیا تھا مگر یہاں آ کر مَیں نے اپنے تمام معاملات پر غور کیا تو آخر یہی دل نے فتویٰ دیا کہ دنیا کے کام دین کے پیچھے لگ کر تو بن جاتے ہیں مگر جب دنیا کے پیچھے انسان لگتا ہے تو دنیا بھی ہاتھ نہیں آتی اور دین بھی برباد ہو جاتا ہے۔ اور میں نے خوب غور کیا تو مَیں نے دیکھا کہ گیارہ سال میں نہ مَیں نے کچھ بنایا اور نہ میرے بھائی صاحبان نے کچھ بنایا۔ اور دن بدن ہم باوجود اس مایوسانہ حالت کے دین بھی برباد کر رہے ہیں۔ آخر یہ سمجھ کر کہ کار دنیا کسے تمام نکرد، کوٹلہ کو الوداع کہا اور مَیں نے مصمّم ارادہ کر لیا کہ مَیں ہجرت کر لوں۔ سو الحمد للہ میں بڑی خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتا ہوں کہ مَیں نے کوٹلہ سے ہجرت کر لی ہے اور شرعاً مہاجر پھر اپنے وطن واپس اپنے ارادہ سے نہیں آ سکتا''۔ یعنی اس کو گھر نہیں بنا سکتا۔'' ویسے وہ مسافرانہ آئے تو آئے۔ پس اس حالت میں میرا آنا محال ہے۔ مَیں بڑی خوشی اور عمدہ حالت میں ہوں، ہم جس شمع کے پروانے ہیں اس سے الگ کس طرح ہو سکتے ہیں۔............ میرے پیارے بزرگ بھائی مَیں یہاں خدا کے لئے آیا ہوں اور میری دوستی اور محبت بھی خدا کے لئے ہے۔ مَیں کوٹلہ سے الگ ہوں مگر کوٹلہ کی حالت زار سے مجھ کو سخت رنج ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو اور ہماری ساری برادری اور تمام کوٹلہ والوں کو سمجھ عطا فرمائے کہ آپ سب صاحب اسلام کے پورے خادم بن جائیں اور ہم سب کا مرنا اور جینا محض اللہ ہی کے لئے ہو۔ ہم خداوند تعالیٰ کے پورے فرمانبردار مسلم بن جائیں۔ .... ہماری شرائط بیعت میں ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں اور اپنی مہربان گورنمنٹ کے شکر گزار ہوں، اس کی پوری اطاعت کریں یہی چیز مجھ کو یہاں رکھ رہی ہے کہ جوں جوں مجھ میں ایمان بڑھتا جاتا ہے، اسی قدر دنیا ہیچ معلوم ہوتی جاتی ہے اور دین مقدم ہوتا جاتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ اور انسان کے شکر کا احساس بھی بڑھتا جاتا ہے اسی طرح گورنمنٹ عالیہ کی فرمانبرداری اور شکر گزاری دل میں پوری طرح سے گھر کرتی جاتی ہے''۔

(اصحاب احمد۔ جلد نمبر2صفحہ126- 129)

تو دیکھیں یہ تبدیلی ہے جو نواب صاحب میں پیدا ہوئی۔ پھر بعد میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد بھی بنے۔ اُن کی نسل کو بھی چاہئے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں جنہوں نے دنیا کو دین کی خاطر چھوڑ دیا اور دین کو دنیا پر مقدم کیا۔

پھر ایک ذکر آتا ہے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں ہی ہے، آپؑ فرماتے ہیں:

''حبی فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب۔ یہ جوان صالح، کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے۔ استقامت کے آثار و انوار اُس میں ظاہر ہیں۔ وفاداری کی علامات اور امارات اس میں پیدا ہیں۔ ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔ اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھتا ہے اور ادب جس پر تمام مدار اصولِ فیض کا ہے اور حسن ظن جو اس راہ کا مرکب ہے دونوں سیرتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء''۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 3صفحہ532-533)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ رقم کی ایک تحریک فرمائی تھی، چندہ کی ضرورت تھی کہ وہاں کی جماعت سے لے کر آئیں۔ تو یہ خود ہی اہلیہ کا زیور بیچ کر لے آئے تھے اور جماعت کو پتہ بھی نہیں لگنے دیا اور بعد میں لوگ ان سے ناراض بھی ہوئے تھے۔ اس طرح اخلاص میں بڑھے ہوئے تھے۔

پھر حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کے عشق میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اے میرے آقا! میں اپنے دل میں متضاد خیالات موجزن پاتا ہوں، ایک طرف تو مَیں بہت اخلاص سے اس امر کا خواہاں ہوں کہ حضورؑ کی صداقت اور روحانی انوار سے بیرونی دنیا جلد واقف ہو جائے اور تمام اقوام و عقائد کے لوگ آئیں اور اس سرچشمہ سے سیراب ہوں جو اللہ تعالیٰ نے یہاں جاری کیا ہے۔ لیکن دوسری طرف اس خواہش کے عین ساتھ ہی اس خیال سے میرا دل اندوہ گیر ہو جاتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی حضور سے واقف ہو جائیں گے اور بڑی تعداد میں یہاں آنے لگیں گے۔ تو اس وقت مجھے آپ کی صحبت اور قرب جس طرح میسر ہے اس سے لطف اندوز ہونے کی مسرت سے محروم ہو جاؤں گا۔ ایسی صورت میں حضورؑ دوسروں میں گھر جائیں گے۔ حضور والا مجھے اپنے پیارے آقا کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے گفتگو کرنے کا جو مسرت بخش شرف حاصل ہے اس سے مجھے محرومی ہو جائے گی ایسی متضاد خواہشات یکے بعد دیگرے میرے دل میں رونما ہوتی ہیں''۔ قاضی صاحب نے مزید کہا کہ: ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میری بات سن کر مسکرا دیئے''۔ (اصحاب احمد جلد نمبر6 صفحہ10)

دیکھیں کیا عشق و محبت کے پاک نظارے ہیں۔

پھر حضرت چوہدری محمد اکبر صاحب روایت کرتے ہیں کہ صحابی موصوف چوہدری نذر محمود صاحب تھے جو اصل متوطن ادرحمہ ضلع شاہ پور تھے اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کے رشتہ داروں میں سے تھے وہ ڈیرہ غازی خان میں ملازم تھے۔ جہاں تک کہ اس عاجز کو یاد ہے وہ روایت کرتے تھے کہ سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہونے سے پہلے ان کی حالت اچھی نہ تھی اور وہ اپنی اہلیہ کو پوچھتے تک نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانے میں ہدایت بخشی اور شناخت حق کی توفیق دی جس کے بعد ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شوق ہوا چنانچہ وہ قادیان دارالامان گئے مگر وہاں جانے پر معلوم ہوا کہ حضور کسی مقدمے کی وجہ سے گورداسپور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ گورداسپور گئے اور ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور ملاقات کا موقع ملا جب حضور بالکل اکیلے تھے۔ اور چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضور کو دبانا شروع کر دیا اور دعا کی درخواست کی۔ اتنے میں کوئی اور دوست حضور کی ملاقات کے لئے آیا جنہوں نے حضور کے سامنے ذکر کیا کہ اس کے سسرال نے اپنی لڑکی بڑی مشکلوں سے اسے دی ہے (یعنی واپس بھجوائی ہے)، اب اس نے بھی ارادہ کیا ہے کہ وہ اُن کی لڑکی کو ان کے پاس نہ بھیجے گا۔ (شاید آپس میں شادیاں ہوئی ہوں گی)۔ جونہی حضورؑ نے اس کے ایسے کلمات سنے حضور کا چہرہ سرخ ہو گیا اور حضور نے غصے سے اس کو فرمایا کہ فی الفور یہاں سے دور ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آ جاوے۔ چنانچہ وہ اٹھ کر چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور عرض کی کہ وہ توبہ کرتا ہے، اسے معاف فرمایا جائے۔ جس پر حضور نے اسے بیٹھنے کی اجازت دی۔

چوہدری نذر محمد صاحب مرحوم کہتے تھے کہ جب یہ واقعہ انہوں نے دیکھا تو وہ دل میں سخت نادم ہوئے کہ اتنی سی بات پر حضور نے اتنا غصہ منایا ہے۔ حالانکہ اُن کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو پوچھتے تک نہیں اور اپنے سسرال کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔ وہ کہتے تھے کہ انہوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے توبہ کی اور دل میں عہد کیا کہ اب جا کر اپنی بیوی سے معافی مانگوں گا اور آئندہ بھی اس سے بدسلوکی نہ کروں گا۔ چنانچہ وہ فرماتے تھے کہ جب وہ وہاں سے واپس آئے تو انہوں نے اپنی بیوی کے لئے بہت سے تحائف خریدے اور گھر پہنچ کر اپنی بیوی کے پاس گئے اور اس کے آگے تحائف رکھ کر پچھلی بدسلوکی کی ان سے منت کر کے معافی مانگی۔ وہ حیران ہو گئی کی ایسی تبدیلی ان میں کس طرح پیدا ہو گئی۔ جب اس کو معلوم ہوا یہ سب کچھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے طفیل ہے تو وہ حضور کو بے شمار دعائیں دینے لگی کہ حضور نے اس کی تلخ زندگی کو راحت بھری زندگی سے مبدل کر دیا ہے۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 صفحہ6-7)

اصل میں تو یہ عورت کا وہ حق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا تھا لیکن مسلمان اس کو بھول چکے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ اسے قائم فرمایا۔ پس سب سے زیادہ اسلام میں عورت کا مقام ہے جس کی قدر کی گئی ہے۔ مغرب تو صرف عورت کے حقوق کا شور مچاتا ہے۔

پھر حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کا نمونہ ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہر شخص اپنی بعض کمزوریوں یا کم بصری کی وجہ سے کم از کم اپنے علاقے اور نواح میں خاص عزت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ حافظ صاحب ایک زمیندار خاندان کے فرد تھے اور دولت و مال کے لحاظ سے آپ کا مرتبہ بلند نہ تھا بلکہ وہ غریب تھے۔ مگر اس کے باوجود اپنی نیکی اور دینداری کی وجہ سے اپنے گاؤں اور نواح میں ہمیشہ عزت و محبت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ اور آج ہم جو فیض اللہ چک اور تھہ غلام نبی وغیرہ دیہات میں احمدیت کی رونق اور اثر کو دیکھتے ہیں اس میں حافظ صاحب کی عملی زندگی کا بہت بڑا دخل ہے۔ وہ ایک خاموش واعظ تھے اور مجسم تبلیغ تھے۔ انہیں دیکھ کر خواہ مخواہ حضور کی صداقت کا یقین ہوتا تھا اور اندر ہی اندر محبت کا جذبہ بڑھتا تھا۔ آپ نہایت ملنسار اور وفادار اور ہمدرد طبع تھے، دوسروں کی بھلائی چاہتے تھے۔ حضرت کی صحبت اور قرب نے آپ میں ایک خاص رنگ پیدا کر دیا تھا۔ آپ دعاؤں کی قوت کو جانتے اور دعائیں کرنے کے عادی اور آداب دعا سے واقف تھے۔ آپ کی زندگی ایک مخلص مومن اور خدا رسیدہ انسان کی زندگی تھی۔ حق کی اشاعت کے لئے آپ میں جوش اور غیرت تھی۔ دینی معاملے میں کبھی کسی سے نہ دبتے تھے۔ حق کہنے میں ہمیشہ دلیر تھے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عامل تھے۔ غرض بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اور یہ جو کچھ تھا حضرت اقدس کی پاک صحبت کا اثر تھا۔ مرحوم اپنی زندگی کے بے شمار حالات و واقعات سے واقف

تھے۔مگر آپ کی عادت میں تھا کہ بہت کم روایت کرتے اور جب حضرت اقدس کے حالات کے متعلق کوئی سوال ہوتا تو چشم پُر آب ہو جاتے اور فرماتے کہ سراسر نور کی میں کیا حقیقت بیان کروں، کوئی ایک بات ہو تو کہوں۔(اصحاب احمد جلد نمبر13صفحہ72)

تو صحابہ جو واعظ تھے ان کے اپنے عمل تھے، وہ عملی نمونے قائم کرتے تھے۔ یہ نمونے ہیں جو آج ہمارے ہر واقفِ زندگی کے لئے، ہر مربی کے لئے، مبلغ کے لئے، معلّمین کے لئے مشعل راہ ہیں ان کو سامنے رکھنا چاہئے۔

پھر بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ کا ذکر ہے۔ آپ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے۔ قادیان آئے مگر آپ کے والد صاحب حضرت مسیح موعودؑ سے واپس بھیجنے کا وعدہ کرکے بھائی جی کو ساتھ لے گئے۔ گھر جا کر آپ پہ بہت سختیاں کی گئیں۔ اور ادائیگی نماز سے بھی روکا گیا۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک زمانے میں مجھے فرائض کی ادائیگی تک سے محروم کرنے کی کوششیں کی جاتیں۔ اس زمانے میں بعض اوقات کئی کئی نمازیں ملا کر یا اشاروں سے پڑھتا تھا۔ ایک روز علی الصبح میں گھر سے باہر قضائے حاجت کے بہانے سے گیا۔ گیہوں کے کھیت کے اندر وضو کرکے نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص کدال لئے میرے سر پر کھڑا رہا۔ نماز کے اندر تو یہی خیال تھا کہ کوئی دشمن ہے جو جان لینے کے لئے آیا ہے لہٰذا میں نے نماز کو معمول سے لمبا کر دیا اور آخری نماز سمجھ کر دعاؤں میں لگا رہا۔ مگر سلام پھیرنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ ایک مزدور تھا کشمیری قوم کا۔ جو مجھے نماز پڑھتے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور جب میں نماز سے فارغ ہوا تو نہایت محبت اور خوشی کے جوش میں مجھ سے پوچھا منشی جی! کیا یہ بات پکی ہے کہ آپ مسلمان ہیں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام پر قائم ہوں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے لئے گواہ بنا کر بھیجا ہے اور کم از کم تم میرے اسلام کے شاہد ہو گے۔(اصحاب احمد جلد نمبر4صفحہ64)

مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری، مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کرکے بیعت کے فوائد بیان کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے، خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے پہلے نہ تھی۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بدولت ہے‘‘۔

(اصحاب احمد جلد نمبر14 صفحہ56)

پھر مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کا نمونہ ہے۔ آپ نے اپنے قصبہ مرالی میں پہنچ کر اپنی بیعت کا اعلان کیا۔........اس پر قصبے میں شور برپا ہو گیا۔ اور شدید مخالفت کا آغاز ہو گیا۔ اہل حدیث مولویوں کی طرف سے مقاطعہ کرا دیا گیا۔ لوگ آپ کو کھلے بندوں گالی گلوچ دیتے تھے۔ ایسے کٹھن مرحلے پر مولانا صاحب آستانہ الٰہی پر جھکنے اور تہجد میں گریہ وزاری میں مصروف ہونے لگے اور خدا تعالیٰ نے آپ پر رؤیا و کشوف کا دروازہ کھول دیا اور یہ امر آپ کے لئے بالکل نیا تھا۔ اس طرح آپ کے لئے تسلی کے سامان ہونے لگے۔.........سو اب آپ کے ایمان و عرفان میں ترقی ہونے لگی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عشق و وفا بھی بڑھنے لگا اور آپ دیوانہ وار تبلیغ میں لگ گئے۔ جس پر آپ کے ماموں نے جو خسر بھی تھے آپ کو گھر سے نکل جانے پر مجبور کیا اور پولیس سے اس بارے میں استمداد کی بھی دھمکی دی۔ اس لئے آپ موضع بقاپور چلے آئے جہاں آپ کی زمینداری کے باعث مقاطعہ تو نہ ہوا لیکن مخالفت پورے زور سے رہی۔ عوام کے علاوہ آپ کے والدین اور چھوٹا بھائی بھی زمرہ مخالفین میں شامل تھے البتہ بڑے بھائی مخالف نہ ہوئے۔ ایک روز آپ کی والدہ نے آپ کے والد سے کہا کہ آپ میرے بیٹے کو کیونکر بُرا کہتے ہیں وہ پہلے سے زیادہ نمازی ہے۔ والد صاحب نے کہا مرزا صاحب کو جن کا دعویٰ مہدی ہونے کا ہے مان لیا ہے۔ والدہ صاحبہ نے کہا امام مہدی کے معنی ہدایت یافتہ لوگوں کے امام کے ہیں۔ ان کے ماننے سے میرے بیٹے کو زیادہ ہدایت نصیب ہو گئی ہے جس کا ثبوت اس کے عمل سے ظاہر ہے اور مولوی صاحب کو اپنی بیعت کا خط لکھنے کو کہا۔ آپ تبلیغ میں مصروف رہے اور ایک سال کے اندر پھر والد صاحب اور چھوٹے بھائی اور دونوں بھابیوں نے بھی بیعت کر لی۔ اور بڑے بھائی صاحب نے خلافت احمدیہ اولیٰ میں بیعت کر لی۔

(اصحاب احمد جلد نمبر10صفحہ 215)

حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ کے بارے میں حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب لکھتے ہیں کہ: ’’نام و نمود، ریا، ظاہر داری، علمی گھمنڈ، تکبر ہرگز نہیں تھا۔ دوران قیام قادیان میں جب بھی کوئی کہتا مولوی صاحب! فوراً روک دیتے کہ مجھے مولوی مت کہو، میں نے تو ابھی مرزا صاحب سے ابجد شروع کی ہے، الف ب شروع کی ہے‘‘۔(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔ستمبر1977صفحہ12)

اور یہ ایسے بڑے عالم تھے ان کے علم کی عظمت کی حضرت مسیح موعودؑ نے مثال دی ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے جاری کرنے کی بھی وجہ بنے تھے۔

حضرت میاں محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’حبی فی اللہ میاں محمد خان صاحب ریاست کپور تھلے میں نوکر ہیں، نہایت درجہ کے غریب طبع، صاف باطن، دقیق فہم، حق پسند ہیں۔ اور جس قدر انہیں میری نسبت عقیدت و ارادت و محبت اور نیک ظن ہے میں اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ مجھے ان کی نسبت تردد نہیں کہ ان کے اس درجہ ارادت میں کبھی کچھ ظن پیدا ہو بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے۔ وہ سچے وفادار اور جاں نثار اور مستقیم الاحوال ہیں۔ خدا ان کے ساتھ ہو۔ ان کا نوجوان بھائی سردار علی خان بھی میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہے۔ یہ لڑکا بھی اپنے بھائی کی طرح بہت سعید و رشید ہے۔ خدا تعالیٰ ان کا محافظ ہو‘‘۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ532)

پھر قاضی ضیاء الدین صاحب کا نمونہ ہے۔ قاضی عبدالرحیم صاحب سناتے تھے کہ ایک دفعہ والد صاحب یعنی قاضی ضیاء الدین صاحب نے خوشی سے بیان کیا کہ میں وضو کر رہا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ سے آپ کے ایک خادم حضرت حافظ حامد علی صاحب نے میرے متعلق دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ تو حضورؑ نے میرا نام اور پتہ بتاتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کو ہمارے سے عشق ہے۔ چنانچہ قاضی صاحب اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔ اور (تعجب سے) کہا کرتے تھے کہ حضور کو میرے دل کی کیفیت کا کیونکر علم ہو گیا۔ یہ اسی عشق کا نتیجہ تھا کہ حضرت قاضی صاحب نے اپنی وفات کے وقت اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ میں بڑی مشکل سے تمہیں حضرت مسیح موعودؑ کے در پر لے آیا ہوں اب میرے بعد اس دروازے کو کبھی نہ چھوڑنا۔

(اصحاب احمد جلد نمبر6صفحہ8-9)

حضرت مولوی حسن علی بھاگلپوریؓ کا نمونہ ہے۔ بیان اس طرح ہوا ہے کہ 13 جنوری 1894ء میں اپنے امام سے رخصت ہو کر لاہور میں آیا اور ایک بڑی دھوم دھام کا لیکچر انگریزی میں دیا جس میں حضرت اقدس کے ذریعہ سے جو بھی روحانی فائدہ ہوا تھا اس کا بیان کیا۔ جب میں سفر پنجاب سے ہو کر مدراس پہنچا تو میرے ساتھ وہ معاملات پیش آئے جو صداقتوں کے عاشق کو ہر زمانے اور ہر ملک میں اٹھانے پڑتے ہیں۔ مسجد میں وعظ کہنے سے روکا گیا۔ ہر مسجد میں اشتہار کیا گیا کہ حسن علی سنت و جماعت سے خارج ہے کوئی اس کا وعظ نہ سنے۔ پولیس میں اطلاع دی گئی کہ میں فساد پھیلانے والا ہوں۔ وہ شخص جو چند ہی روز پہلے شمس الواعظین تھا۔ جناب مولانا مولوی حسن علی صاحب، واعظ اسلام کہلاتا تھا۔ صرف حسن علی لیکچرر کے نام سے پکارا جانے لگا۔ پہلے واعظوں میں ایک ولی سمجھا جاتا تھا اب مجھ سے بڑھ کر شیطان دوسرا نہ تھا۔ جدھر جاتا انگلیاں اٹھتیں۔ سلام کرتا جواب نہ ملتا۔ مجھ سے ملاقات کرنے کو لوگ خوف کرتے۔ میں ایک خوفناک جانور بن گیا۔ جب مدراس میں مسجدیں میرے ہاتھوں سے نکل گئیں تو ہندوؤں سے پچھیا ہال لے کر ایک دن انگریزی میں اور دوسرے دن اُردو میں حضرت اقدس امام الزمان کے حال کو بیان کیا جس کا اثر لوگوں پر پڑا۔(تائید حق صفحہ70-71)

تو یہ تھے قربانی کرنے اور تبلیغ کرنے کے طریقے۔ اور یہ تھے وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیدا فرمائے۔

پھر حضرت منشی عبدالرحمٰنؓ صاحب کپور تھلوی کا ذکر ہے۔ پنشن پانے کے بعد حضرت منشی صاحب نے اپنی ملازمت کا محاسبہ کیا اور یہ محسوس کیا کہ وہ سرکاری سٹیشنری میں غریب طلباء یا بعض احباب کو وقتاً فوقتاً کوئی کاغذ، قلم اور دوات یا پنسل دیتے رہے ہیں۔ بات یہ تھی کہ محلے کے طلباء بچے یا دوست احباب منشی صاحب سے کوئی چیز مانگ لیتے اور لحاظ کے طور پر منشی صاحب دے دیتے تھے۔ یہ ایک بہت ہی ناقابل ذکر شے ہوتی تھی اور کئی سالوں میں بھی پانچ سات روپے سے زیادہ قیمت نہ رکھتی ہو گی۔ لیکن منشی صاحب نے محسوس کیا کہ انہیں ایسا کرنے کا دراصل حق نہیں تھا۔ اعلیٰ ایمانداری کا تقاضا یہی تھا۔ پس آپ نے کپور تھلے کے وزیر اعظم کو لکھا کہ میں نے اس طریق پر بعض دفعہ سٹیشنری صَرف کی ہے آپ صدر ریاست ہونے کی وجہ سے مجھے معاف کر دیں تا کہ میں خدا تعالیٰ کے روبرو جوابدہی سے بچ جاؤں۔ ظاہر ہے کہ صدر ریاست نے پھر درگزر کیا‘‘۔(اصحاب احمد جلد 4صفحہ12)۔

تو یہ تھے اعلیٰ معیار تقویٰ کے جو پیدا ہوئے۔

پھر منشی صاحب بوڑھے ہو گئے ان کو ہمیشہ سے، جوانی سے ہی روزنامچہ لکھنے کی عادت تھی۔ جب بوڑھے ہو گئے تو آپ نے یہ دیکھنا چاہا کہ میرے ذمہ کسی کا قرضہ تو نہیں ہے۔ روزنامچے کی پڑتال کرتے ہوئے کوئی 40 سال قبل کا ایک واقعہ درج تھا منشی صاحب نے ایک غیر احمدی سے مل کر ایک معمولی سی تجارت کی تھی اس کے نفع میں سے بروئے حساب 40 روپے کے قریب منشی صاحب کے ذمہ نکلتے تھے۔ آپ نے یہ رقم حقدار کے نام بذریعہ منی آرڈر بھجوا دی تا رسید بھی حاصل ہو جائے۔ وہ شخص کپور تھلہ کا رہنے والا تھا۔ اور عجب خان اس کا نام تھا۔ منی آرڈر وصول ہونے کے بعد وہ اپنی مسجد میں گیا (غیر از جماعت تھا) اور لوگوں سے کہا تم احمدیوں کو برا تو کہتے ہو لیکن یہ نمونے بھی تو دکھاؤ۔ 40 سال کا واقعہ ہے اور خود مجھے بھی

یاد نہیں کہ میری کوئی رقم ان کے ذمے نکلتی ہے۔غرض منشی صاحب کا یہ عمل مصدق ہے جو حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا کا۔(اصحاب احمد جلد 4صفحہ12)

حضرت حاجی غلام احمد صاحب آف کریام فرماتے ہیں کہ: ان ہی دنوں کا ذکر ہے کہ ایک احمدی اور ایک غیر احمدی نمبردار ایک گاؤں کو جارہے تھے۔ یہ پرانی بات ہے۔ موسم بہار تھا۔ چنے کے کھیت پکے تھے۔ احمدی نے راستے میں ایک ٹہنی توڑ کر منہ میں چنا ڈالا۔ پھر معاً یہ خیال آنے پر تھوک دیا اور توبہ توبہ پکارنے لگا کہ پرایا مال منہ میں کیوں ڈال لیا۔ اس کے اس فعل سے نمبردار مذکور پر بہت اثر ہوا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ وہ احمدی احمدیت سے پہلے ایک مشہور مقدمے باز، جھوٹی گواہیاں دینے والا، رشوت خور تھا۔ بیعت کے بعد اس کے اندر اتنی جلدی تبدیلی دیکھ کر کہ وہ پابند نماز، قرآن کی تلاوت کرنے والا اور جھوٹ سے مجتنب رہنے والا بن گیا ہے، نمبردار مذکور نے بیعت کر لی اور اس کے خاندان کے لوگ بھی احمدی ہو گئے۔

(اصحاب احمد جلد 10صفحہ85)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وطن مالوف موضع راجیکی پہنچتے ہی خداوند کریم کی نوازش ازلی نے میرے اندر تبلیغ کا ایسا بے پناہ جوش بھر دیا کہ مَیں شب و روز دیوانہ وار اپنوں اور بیگانوں کی محفل میں جاتا اور سلام تسلیم کے بعد امام الزمان علیہ السلام کے آنے کی مبارکباد عرض کرتے ہوئے تبلیغ شروع کر دیتا۔ جب گرد و نواح کے دیہات میں میری تبلیغ اور احمدی ہونے کا چرچا ہوا تو اکثر لوگ جو ہمارے خاندان کو پشت ہا پشت سے ولیوں کا خاندان سمجھتے تھے مجھے اپنے خاندان کے لئے باعث ننگ خیال کرنے لگے۔ اور میرے والد صاحب محترم اور میرے چچاؤں کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے متعلق طعن و تشنیع شروع کر دی۔ میرے خاندان کے لوگوں نے جب ان کی باتوں کو سنا اور میرے عقائد کو اپنے آبائی وجاہت اور دنیوی عزت کے منافی پایا تو مجھے خلوت وجلوت میں کوسنا شروع کر دیا۔ آخر ہمارے ان بزرگوں اور دوسرے لوگوں کا یہ جذبۂ تنافر یہاں تک پہنچا کہ ایک روز لوگ مولوی شیخ احمد ساکن دھریکاں تحصیل پھالیہ اور بعض دیگر علماء کو ہمارے گاؤں میں لے آئے۔ یہاں پہنچتے ہی ان علماء نے مجھے سینکڑوں آدمیوں کے مجمع میں بلایا اور احمدیت سے توبہ کرنے کے لئے کہا۔ میری عمر اگرچہ اس وقت اٹھارہ انیس سال کے قریب ہو گی مگر اس روحانی جرأت کی وجہ سے جو محبوب ایزدی نے مجھے مرحمت فرمائی تھی میں نے ان مولویوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور اس بھرے مجمع میں جہاں ہمارے علاقے کے زمیندار اور نمبردار اور ذیلدار وغیرہ جمع تھے ان لوگوں کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل سنانے کی کوشش کی۔ لیکن مولوی شیخ احمد اور ان کے ہمراہیوں نے میرے دلائل سننے کے بغیر ہی مجھے کافر ٹھہرا دیا اور یہ کہتے ہوئے کہ اس لڑکے نے ایک ایسے خاندان کو بٹہ لگایا ہے جس میں پشت ہا پشت سے ولی پیدا ہوتے رہے ہیں اور جس کی بعض خواتین بھی صاحب کرامات وکشوف گزری ہیں تمام لوگوں کا میرے ساتھ مقاطعہ کرا دیا۔ اس موقع پر میرے بڑے چچا حافظ برخوردار صاحب کے لڑکے حافظ غلام حسین جو بڑے دبدبے کے آدمی تھے کھڑے ہوئے اور میری حمایت کرتے ہوئے مولویوں اور ذیلداروں کو خوب ڈانٹا۔ لوگوں نے جب ان کی خاندانی عصبیت کو دیکھا تو خیال کیا کہ یہاں ضرور فساد ہو جائے گا اس لئے منتشر ہو کر ہمارے گاؤں سے چلے گئے .... ۔اس فتویٰ تکفیر کے بعد مجھے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کی خاص توحید کا وہ سبق جو ہزارہا مجاہدات اور ریاضتوں سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا ان علماء کی آشوب کاری اور رشتہ داروں کی بے اعتنائی نے پڑھا دیا اور وہ خدا جو صدیوں سے ہما کی طرح لوگوں کے وہم و گمان میں تھا، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے .... توسط سے اپنی یقینی تجلیات کے ساتھ مجھ ذرّہ حقیر پر ظاہر ہوا۔ چنانچہ اس ابتدائی زمانے میں جبکہ یہ علماء سوء گاؤں گاؤں میری کم علمی اور کفر کا چرچا کر رہے تھے مجھے میرے خدا نے الہام کے ذریعہ سے بشارت دی۔ مولوی غلام رسول جوان، صالح، کراماتی۔ چنانچہ اس الہام الٰہی کے بعد جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑے بڑے مولویوں کے ساتھ مباحثات کرنے میں نمایاں فتح دی ہے وہاں میرے ذریعے سیدنا حضرت امام الزمان علیہ السلام کی برکت سے انذاری اور تبشیری کرامتوں کا اظہار بھی فرمایا ہے جن کا ایک زمانہ گواہ ہے۔(حیات قدسی حصہ اوّل صفحہ21-23)

مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری کا ہی ذکر چل رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ پوچھو کہ مرزا صاحب سے مل کر کیا نفع ہوا۔ اجی بے نفع ہوئے، کیا مَیں دیوانہ ہو گیا تھا کہ ناحق بدنامی کا ٹوکرا سر پر اٹھا لیا اور مالی حالت کو سخت پریشانی میں ڈالتا۔ کیا کہوں کیا ہوا۔ مردہ تھا زندہ ہو چلا ہوں، گناہوں کا اعلانیہ ذکر کرنا اچھا نہیں۔ ایک چھوٹی سی بات سناتا ہوں۔ اس نالائق کو 30 برس سے یہ قابل نفرت بات تھی کہ حقہ پیا کرتا تھا۔ بارہا دوستوں نے سمجھایا خود بھی کئی بار قصد کیا لیکن روحانی قویٰ کمزور ہونے کی وجہ سے اس پرانی زبردست عادت پر قابو نہ ہو سکا۔ الحمدللہ مرزا صاحب کی باطنی توجہ کا یہ اثر ہوا کہ آج قریب ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ پھر اس کمبخت کو منہ نہیں لگایا۔(اصحاب احمد جلد 14 صفحہ 56)

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کو بھی افیون کی عادت تھی انہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد افیون کو ترک کر دیا۔ گو ڈاکٹری نقطہ نظر سے اس کو آہستہ آہستہ چھوڑنا چاہئے کیونکہ اس سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ حضرت اقدس آپ سے بوجہ آپ کے علم کے بہت محبت رکھتے تھے۔ جب آپ نے افیون ترک کی تو آپ سخت بیمار ہو گئے۔ ابھی نقاہت شامل حال ہی تھی کہ مسجد مبارک میں نماز کے لئے تشریف لائے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے آپ کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ آپ آہستہ آہستہ چھوڑتے یکدم ایسا کیوں کیا۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ: ''حضور جب ارادہ کر لیا تو یکدم ہی چھوڑ دی''۔

(اصحاب احمد جلد پنجم صفحہ5)

وہ نظارے یاد کریں جب شراب کی ممانعت کا اعلان ہوا تو مٹکوں کے مٹکے ٹوٹنے لگے۔

حضرت مولوی ابراہیم صاحب بقاپوریؓ بیعت سے پہلے قادیان آئے تھے` کہتے ہیں کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ مَیں نے یہاں کے علماء میں سے ایک بڑے عالم کو دیکھا ہے اور خود مدعی مسیحیت اور مہدویت کی بھی زیارت کی۔ اب یہاں کے عام لوگوں کی بھی اخلاقی حالت دیکھنی چاہئے۔ چنانچہ اس امتحان کے لئے کہتے ہیں کہ میں لنگر خانے چلا گیا` اس وقت ابھی انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ تو اس وقت حضرت خلیفہ اولؓ کے مکان کے جنوبی طرف اور بڑے کنویں کے مشرقی طرف تھا۔ لنگر خانے میں ایک چھوٹا سا دیگچہ تھا جس میں دال تھی اور ایک چھوٹی سی دیگچی میں شوربہ تھا۔ میاں نجم الدین صاحب بھیروی مرحوم اس کے منتظم تھے۔ مَیں نے میاں نجم الدین صاحب سے کھانا مانگا۔ اُنہوں نے مجھ کو روٹی اور دال دی۔ مَیں نے کہا مَیں دال نہیں لیتا گوشت دو۔ میاں نجم الدین صاحب مرحوم نے دال الٹ کر گوشت دے دیا۔ لیکن مَیں نے پھر کہا نہیں نہیں دال ہی رہنے دو۔ تب انہوں نے گوشت الٹ کر دال ڈال دی۔ دال اور گوشت کے اس ہیر پھیر سے میری غرض یہ تھی کہ تا مَیں کارکنوں کے اخلاق دیکھوں۔ الغرض مَیں نے بیٹھ کر کھانا کھایا اور وہاں کے مختلف لوگوں سے باتیں کیں۔ منتظمین لنگر کی ہر ایک بات خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے والی تھی۔ اس سے بھی میرے دل میں گہرا اثر ہوا۔ دوسرے دن صبح کو تقریباً تمام کمروں سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ فجر کی نماز میں مَیں نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو نماز پڑھتے دیکھا اور یہ نظارہ بھی میرے لئے بڑا دلکش اور جاذب نظر تھا۔(رجسٹر روایات نمبر 8صفحہ10-11)

تو یہ نظارے قادیان کے اس زمانے کے تھے جو انقلاب لائے جو آج بھی نظر آنے چاہئیں۔

حضرت شیخ عبدالرشید صاحب کا ذکر ہے۔ مولوی محمد علی صاحب بھوپڑی غیر احمدی یہاں آیا کرتے تھے۔ خوش الحان تھے۔ ان کے وعظ میں بے شمار عورتیں جایا کرتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ دو دو تین تین ماہ یہاں رہا کرتے تھے۔ اس نے آکر حضرت کی مخالفت شروع کر دی، بدزبانی بھی کرتا تھا۔ اس کے ساتھ بھی بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ شیخ عبدالرشید صاحب واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ میرے والدین نے مجھے جواب دے دیا۔ والدہ زیادہ سختی کیا کرتی تھیں۔ کیونکہ مولوی بھوپڑی کا بڑا اثر تھا۔ والدین نے کہا ہم عاق کر دیں گے۔ کئی کئی ماہ مجھے گھر سے باہر رہنا پڑا۔ یعنی شیخ عبدالرشید صاحب کو۔ کہتے کہ میرے والد صاحب میری والدہ کو کہا کرتے تھے کہ پہلے یہ دین سے بے بہرہ تھا، سویا رہتا تھا، اب نماز پڑھتا ہے، تہجد پڑھتا ہے، اسے میں کس بات پر عاق کروں۔ لیکن پھر بھی دنیاوی باتوں کو مدنظر رکھ کر مجھے کہا کرتے تھے کہ مرزائیت چھوڑ دو۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 12صفحہ29)

دو اور صحابہ کا ذکر ہے۔ قیام نماز کا اہتمام بیعت کرنے کے بعد۔ حضرت محمد رحیم الدین صاحب اور کریم الدین صاحب کہتے ہیں جون 1894ء میں جب مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کی اس وقت گرمی کے دن تھے۔ میری صبح کی نماز قضاء ہو جاتی تھی۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں عریضہ لکھا کہ میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے میرے واسطے دعا فرماویں۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب نے لکھا کہ ہم نے دعا کی ہے تم برابر استغفار اور درود کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔ اس دن سے ہمیشہ وقت پر آنکھ کھل جاتی رہی۔ آج تک صبح کی نماز قضا نہیں ہوئی سوائے شاذ و نادر سفر یا بیماری کے وقت کوئی نماز قضا ہو گئی ہو۔ یہ استجابت دعا کا نشان ہے اور میرے لئے ایک معجزہ ہے۔ الحمدللہ۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 6 صفحہ43)

کئی لوگوں سے مَیں پوچھتا رہتا ہوں کہتے ہیں کہ آنکھ نہیں کھلتی وہ اس نسخے کو آزمائیں۔

حضرت بدرالدین صاحب کی بیعت کے بعد حالت کا ذکر ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ خاکسار بہت چھوٹی عمر سے صراط مستقیم کی تلاش میں ٹھوکریں کھاتا ہوا اہل حدیث اور شیعیت سے چل کر آریہ اور دہریہ تالابوں میں غوطے کھا رہا تھا۔ قریب تھا کہ بحر ضلالت و گمراہی میں غرق ہو جائے۔ پیارے رب اکبر نے جس کی صفت و ثناء توحید کرنا میری طاقت ولیاقت سے بہت ہی بالا ہے اپنے فضل اور رحم کا ہاتھ بڑھا کر ڈوبتے کو تھام لیا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور لیکھرام آریہ کا مباہلہ میرے تک پہنچا دیا۔ قریباً

1903ء ہوگا مَیں نے جس وقت حضرت ابررحمت کا مضمون پڑھا۔ میرے مردہ جسم کے اندر بجلی کی طرح روح داخل ہوگئی۔ اسی روز سے سارے خیالات ترک کر کے حضور کی تحریر وتقریر کا شیدائی بن گیا۔ اس کے بعد ایک عرصہ تحصیل میں صرف کر کے اور معاملے کے ہر پہلو پر غور کر کے صداقت کا قائل ہوگیا۔ عملی قدم اٹھاتے وقت قسم قسم کے خطرات اور مشکلات کا بھیانک منظر سامنے آیا۔ کمزوری سے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ صداقت کو معلوم کرلیا ہے اب خاموش ہوجانا چاہئے۔ لوگوں پر ظاہر کر کے مشکلات میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے اور خاموش ہوگیا۔ خاموش ہوجانے کے بعد جن کاموں کے خراب ہوجانے سے خاموشی اختیار کی تھی وہ خراب ہونے شروع ہوگئے۔ اور ایک کے سوا سب کے سب خراب ہوگئے۔ وہ ایک کام جو ابھی خراب نہیں ہوا تھا وہ میرے والد مرحوم کا سود در سود کا قرضہ تھا۔ اس کے متعلق یہ ڈر تھا کہ احمدی ہوجانے کے بعد ساہوکار مجھے بہت ذلیل کرے گا۔ (لیکن کہتے ہیں کہ ساہوکار مع تمام افرادخاندان طاعون سے ہلاک ہوگیا اور اس کا تمام مال واسباب سرکار میں داخل ہوا اور مَیں اس کے شر سے محفوظ رہا)۔ تو کہتے ہیں کہ جب صرف یہی کام خراب ہونے سے باقی رہ گیا تو مجھے یہ یقین ہوگیا کہ عنقریب یہ بھی خراب ہوگا۔ مَیں نے ہرچہ بادا باد کہہ کر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر بیعت کا خط لکھ دیا اور اعلان کردیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل کے دامن میں چھپا لیا اور مسیح موعود کے حضور حاضر ہوکر بیعت کرلی۔ اور مکرمی شیخ عرفانی صاحب کے ذریعہ حضرت سے خاص ملاقات کر کے استقلال کی خاص دعا کی۔ حضرت ابررحمت نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا: "اچھا بھئی دعا کریں گے"۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 7صفحہ98)

میاں محمدالدین صاحب آف کھاریاں لکھتے ہیں کہ: "مَیں پہلے ذکر کرچکا ہوں کہ آریہ برہمو دہریہ لیکچروں کے بداثر نے مجھے اور مجھ جیسے اور افسروں کو ہلاک کردیا تھا اور ان اثرات کے ماتحت لایعنی زندگی بسر کر رہا تھا کہ براہین پڑھتے پڑھتے جب مَیں ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کو پڑھتا ہوں، صفحہ 90 کے حاشیہ نمبر3 اور صفحہ نمبر149 کے حاشیہ نمبر11 پر پہنچا تو معاً میری دہریت کافور ہوگئی اور میری آنکھ ایسے کھلی جس طرح کہ کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہوجاتا ہے۔ سردی کا موسم تھا جنوری 1893ء کی 19رتاریخ تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا کہ جب یہی ہونا چاہئے اور ہے کہ مقام پر پہنچا۔ پڑھتے ہی معاً توبہ کی، کورا گھڑا پانی کا بھرا ہوا باہر صحن میں پڑا تھا۔ تختہ چوپائی پیائش کی میرے پاس رکھی ہوئی تھی۔ سرد پانی سے لاچاتہ بند پاک کیا۔ میرا ملازم مسمی منگتو سو رہا تھا۔ وہ جاگ پڑا اور مجھ سے پوچھا کیا ہوا، کیا ہوا، لاچا مجھ کو دو مَیں دھوتا ہوں۔ مگر مَیں اس وقت ایسی شراب پی چکا تھا کہ جس کا نشہ مجھے کسی سے کلام کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ آخر منگتو اپنا سارا زور لگا کر خاموش ہوگیا۔ اور گیلا لاچا پہن کر نماز پڑھنی شروع کی اور منگتو دیکھتا گیا۔ محویت کے عالم میں نماز اس قدر لمبی ہوئی کہ منگتو تھک کر سوگیا اور مَیں نماز میں مشغول رہا۔ پس یہ نماز براہین نے پڑھائی کہ بعد ازاں اب تک مَیں نے نماز نہیں چھوڑی۔ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معجزہ بیان کرنے کے لئے مذکورہ بالا طوطیہ تمہید مَیں نے باندھا تھا۔ عین جوانی میں بحالت ناکتخدا حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ایمان جو ثریا سے شاید اوپر ہی گیا ہوا تھا اتار کر میرے دل میں داخل کیا۔ اور مسلماں رامسلماں باز کردن کا مصداق بنایا۔ جس رات مَیں بحالت کفر داخل ہوا تھا اس کی صبح مجھ پر بحالت اسلام ہوئی۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 7صفحہ46-47)

پس حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی کتابیں پڑھنا بھی ایک انقلاب پیدا کرنے والی چیز ہے۔ احباب جماعت کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

حضرت مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری کی روایت ہے کہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی میرے بچپن کے دوست تھے۔ مَیں ان کو ملنے کے لئے ان کے ہاں گیا۔ راستے میں مَیں نے دو لڑکوں کو آپس میں جھگڑتے ہوئے دیکھا۔ میری حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی جب مَیں نے یہ دیکھا کہ دونوں قرآن کریم کی ایک آیت کے معنی پر بحث کر رہے ہیں۔ مجھ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت رچادی گئی ہے۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 8 صفحہ11)

یہ محبت ہے جو ہر احمدی کے دل میں پیدا ہونی چاہئے۔ اور یہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں پیدا کیا اور جس کو جاری رہنا چاہئے۔

منشی اروڑے خان صاحبؓ کی نوکری میں دیانت داری کے بارہ میں واقعہ ہے۔ ایک دفعہ کسی نے ہنس کر کہا: بابا کبھی رشوت تو نہیں لی تھی؟ منشی صاحب پر ایک خاص قسم کی سنجیدگی جو جوش صداقت سے مغلوب تھی طاری ہوئی اور سائل کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ مَیں نے جب تک نوکری کی اور جس طرح اپنے فرض کو ادا کیا ہے اور جس دیانت سے کیا ہے اور جو فیصلے کئے ہیں اور جس صداقت اور ایمانداری کے ساتھ کئے ہیں اور پھر جس طرح ہر قسم کی نجاستوں سے اپنے دامن کو بچایا ہے سب باتیں ایسی ہیں کہ اگر ان سب کو سامنے رکھ کر مَیں اپنے خدا سے دعا کروں تو ایک تیرانداز کا تیر خطا کرسکتا ہے لیکن میری وہ دعا ہرگز خطا نہیں کرسکتی۔ (بحوالہ روزنامہ الفضل 22رستمبر 2003ء)

دیکھیں کتنا خدا پر ایمان اور یقین تھا۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب ولد شیخ مسیتا صاحب حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی کے بارہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دوستوں میں اپنی قوت قدسیہ سے یہ اثر پیدا کردیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز یقین کرتے تھے اور کسی سے ڈر کر جھوٹ جیسی نجاست اختیار نہیں کرتے تھے۔ اور حق کہنے سے رکتے نہیں تھے۔ اور اخلاق رذیلہ سے بچتے تھے۔ اور اخلاق فاضلہ کے ایسے خوگر ہوگئے تھے کہ وہ ہر وقت اپنے خدا پر ناز کرتے تھے کہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ یہ یقین ہی تھا کہ آپ کے دوستوں کے دشمن ذلیل وخوار ہوجاتے تھے اور آپ کے دوست ہر وقت خدا تعالیٰ کا شکرگزار ہی رہتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی معیت ان کے ساتھ ہی رہتی تھی۔ اور آپ کے دوستوں میں غنا تھا اور خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے تھے۔ اور حق کہنے سے نہ رکتے تھے اور کسی کا خوف نہ کرتے تھے۔ اعمال صالحہ کا یہ حال تھا کہ ان کے دل محبت الٰہی سے ابلتے رہتے تھے اور جو بھی کام کرتے تھے خالصتاً للّٰہی سے کرتے تھے۔ ریا جیسی ناپاکی سے بالکل متنفر رہتے تھے کیونکہ ریاکاری کو حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام خطرناک بداخلاقی فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس میں انسان منافق بن جاتا ہے۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 6صفحہ66)

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کی عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔ نوکری بھی انہوں نے اس واسطے چھوڑ دی تھی کہ اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں ان کو ایک نوکری دوسو روپیہ ماہوار کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کردیا"۔ اس زمانہ کے دوسو روپیہ ماہوار ہزاروں ہوں گے آج کل، شاید لاکھ بھی ہوں۔ "خاکساری کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزار دی۔ صرف عربی کتابوں کو دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اسلام پر جو اندرونی اور بیرونی حملے پڑتے تھے ان کے دفاع میں عمر بسر کردی۔ باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی"۔

(سیرت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ

مرتبہ محمود مجیب اصغر صاحب صفحہ108)

یہ تھے مجاہد جو حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا فرمائے۔ اور جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے ان کی وفات پر ہی حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ بزرگ جارہے ہیں اس لئے ہمیں جماعت میں علماء پیدا کرنے کے لئے مدرسہ قائم کرنا چاہئے اور پھر وہ قائم فرمایا تھا۔ تو جو دینی علم حاصل کرنے والے ہیں، تمام دنیا میں جہاں جہاں جامعہ احمدیہ ہیں، جامعہ میں پڑھنے والے لوگ ہیں وہ ان بزرگوں کو اپنے سامنے نمونے کے طور پر رکھیں۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ جنہوں نے ایک اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ حضرت مسیح موعودؑ ان کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا۔ اور درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہاء تک پہنچاتے ہیں۔ اور خدا کے خوش کرنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس وخاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر مَیں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو مَیں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ اکثر لوگ باوجود............ بیعت کے اور باوجود میرے دعوے کی تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے بلکہ کچھ ملونی ان میں باقی رہ جاتی ہے۔ اور ایک پوشیدہ بخل خواہ وہ جان کے متعلق ہو خواہ آبرو کے متعلق ہو خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتوں کے متعلق، ان کے ناکمل نفسوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی نسبت ہمیشہ میری یہ حالت رہتی ہے کہ

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا نیا فون نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number 020 8875 4321

Fax Number: 020 8870 5234

مَیں ہمیشہ کسی خدمت دینی کے پیش کرنے کے وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ ان کو ابتلا پیش نہ آوے۔ اور ان خدمتوں کو اپنے اوپر بوجھ سمجھ کر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہہ دیں۔ لیکن مَیں کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کروں جس نے اپنے مال اور اپنی آبرو اور اپنی جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا کہ جس طرح کوئی ردّی چیز پھینک دی جاتی ہے۔ اکثر لوگوں کو مَیں دیکھتا ہوں کہ ان کا اول اور آخر برابر نہیں ہوتا اور ادنیٰ سی ٹھوکر یا شیطانی وسوسہ یا بدصحبت سے وہ گر جاتے ہیں۔ مگر اس جوانمرد مرحوم کی استقامت کی تفصیل مَیں کن الفاظ میں بیان کروں کہ وہ نور یقین میں دمبدم ترقی کرتا گیا‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 10)

پھر فرمایا کہ: ’’بے نفسی اور انکسار میں وہ اس مرتبہ تک پہنچ گیا کہ جب تک انسان فنافی اللہ نہ ہو یہ مرتبہ نہیں پاتا۔ ہر ایک شخص کسی قدر شہرت اور علم سے محجوب ہو جاتا ہے۔ اور اپنے تئیں کوئی چیز سمجھنے لگتا ہے اور وہی علم اور شہرت حق طلبی سے اس کو مانع ہو جاتی ہے۔ مگر یہ شخص ایسا بے نفس تھا کہ باوجودیکہ ایک مجموعہ فضائل کا جامع تھا مگر تب بھی کسی حقیقت حقہ کے قبول کرنے سے اس کو اپنے علمی اور عملی اور خاندانی وجاہت مانع نہیں ہو سکتی تھی۔ اور آخر سچائی پر اپنی جان قربان کی اور ہماری جماعت کے لئے ایک ایسا نمونہ چھوڑ گیا جس کی پابندی اصل منشاء خدا کا ہے‘‘۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 47)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی مثال میں آخر پر دیتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اس جگہ میں اس بات کے اظہار کے شکر ادا کرنے کے بغیر نہیں رک سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت و اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ مَیں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں‘‘۔ بعضوں کا ذکر کیا کہ شاید وہ قربانی نہ کر سکیں لیکن اکثریت قربانی کرنے والی تھی۔ ان کا ذکر فرما رہے ہیں کہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔ ’’سب سے پہلے مَیں اپنے روحانی بھائی کا ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نور اخلاص کی طرح نورالدین ہے۔ مَیں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں‘‘۔ اتنی خدمت کرنے کے باوجود کتنا زبردست خراج تحسین ہے۔ ’’ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہوا ہے اس کے تصور سے ہی قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں ہر وقت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔ اور مَیں تجربے سے، نہ صرف حسن ظن سے، یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔ اور اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے‘‘ اور بعد میں ادا کیا بھی۔ ’’ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا انہیں معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی مولوی حکیم نورالدین بھیروی معالج ریاست جموں نے محبت و اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں۔

مولانا، مرشدنا، امامنا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عالی جناب! میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں۔ اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو مَیں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں۔ اور اسی راہ میں جان دوں۔ مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد مَیں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے۔ اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو‘‘۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور ان کی غمخواری اور جانثاری جیسے ان کے قال سے ظاہر ہے اس سے بڑھ کر ان کے حال سے ان کی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور وہ محبت و اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ پہ فدا کر دیں۔ ان کی روح محبت کے جوش اور ہستی سے ان کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے۔ اور ہر دم ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں‘‘۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35-37)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اللہ میاں نے وہ جماعت دکھادی)۔ فرمایا: ’’اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آ کر آباد ہوئے ہیں‘‘۔

(اصحاب احمد جلد پنجم حصہ سوم صفحہ 130)

پس یہ جو چند حالات میں نے بیان کئے ہیں کچھ ان بزرگوں کے خود بیان کردہ ہیں کچھ ان کے بارے میں دوسروں نے بیان کئے ہیں۔ کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ تمام واقعات تاریخ میں اس لئے محفوظ کئے گئے ہیں کہ ہمیں توجہ دلاتے رہیں کہ تمہارے بزرگ اپنی اصلاح نفس کرتے رہے ہیں اور اس طرح انہوں نے یہ معیار حاصل کئے ہیں۔ یا بیعت میں آنے کے بعد محبت و اخلاص کے اور وفا کے یہ معیار وہ دکھاتے رہے ہیں۔ تم بھی اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو اپنے ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلو تا کہ یہ آخرین کے اخلاص و وفا کا زمانہ تا قیامت چلتا رہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ چلتا رہنا ہے کیونکہ اسی مسیح محمدی کے ذریعے اسلام کی شان و شوکت کو قائم رکھنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس کہیں ہمارے اپنے عمل اس برکت سے ہمیں محروم نہ کر دیں، بے فیض نہ کر دیں۔ پس قادیان کے رہنے والے بھی اور دنیا میں بسنے والے بھی تمام احمدیوں کو اس لحاظ سے ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کے ایمان و اخلاص و وفا میں ہمیشہ مضبوطی عطا فرماتا چلا جائے۔

حضور انور نے خطبہ ثانیہ کے درمیان میں فرمایا: انشاء اللہ ایک دو دن تک قادیان سے اور تین چار دن تک بھارت سے روانگی ہو گی۔ آپ لوگ بھی دعا کریں، دنیا میں باقی جگہ بھی احمدی دعا کریں، اللہ تعالیٰ خیرو عافیت سے یہ سفر گزارے اور قادیان میں رہنے کے دوران یہ برکات جو ہم نے حاصل کی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے فضل ہم نے دیکھے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کو جاری رکھے۔

نظام وصیت

حضرت مصلح موعودؓ وصیت کے متعلق فرماتے ہیں:

’’پس تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی مَیں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا، اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کے دکھوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب اور چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا کی‘‘۔

ایسے احباب جماعت جو ابھی نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکے۔ ان سے درخواست ہے کہ اس میں شامل ہو کر اس کے فیوض و برکات کے وارث بنیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

بقیہ: دورہ بھارت از صفحہ نمبر 16

مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے جہاں مرد احباب کی اجتماعی ملاقات کا پروگرام تھا۔ آج بھی تین ہزار سے زائد افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ احباب جماعت باری باری ایک قطار کی صورت میں چلتے ہوئے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کرتے رہے۔ ساتھ ساتھ تصاویر بھی بنتی رہیں۔ حضور بعض احباب سے ان کا حال دریافت فرماتے اور گفتگو بھی فرماتے۔ آج ملاقات کرنے والوں میں پاکستان اور ہندوستان کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے احباب بھی شامل تھے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا سات بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

قادیان کی یہ پاک اور پیاری بستی روحانی لحاظ سے بقعہ نور بنی ہوئی ہے۔ جہاں یہ ساری بستی ظاہری طور پر رنگ برنگی روشنیوں سے جگمگا رہی ہے اور اس کا ہر گلی کوچہ اور مکان خوبصورت جھنڈیوں اور محرابی دروازوں سے مزیّن اور بجلی کے رنگ برنگے قمقموں سے روشن ہے وہاں روحانی لحاظ سے بھی اس بستی کا ہر گلی کوچہ اور مکان روشن ہے۔ دن ہو یا رات ہو مقامات مقدسہ کی زیارت، دعاؤں اور عبادت اور نوافل کی ادائیگی کے لئے لوگوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ رات کے کسی حصہ میں بھی چلے جائیں بیت الدعا اور بیت الفکر میں نوافل ادا کرنے اور دعائیں کرنے والوں کی لمبی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔

مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ بھی نوافل ادا کرنے والوں سے بھری رہتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کرنے والوں کا بھی ایک ہجوم ہے اور یہ سلسلہ دن بھر اور رات گئے تک جاری رہتا ہے۔ اور بہشتی مقبرہ کے اندر دعا کرنے والوں کا اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ چلنا مشکل ہوتا ہے۔ رات کا کوئی لمحہ بھی مل جائے احباب ان مقامات مقدسہ میں جانا غنیمت سمجھتے ہیں اور کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں جانے دیتے۔ خصوصاً بیت الدعا میں نوافل ادا کرنے والوں کا اتنا رش ہے کہ بعض دفعہ گھنٹوں اپنی باری کے انتظار میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ رات کو بھی دن کا سماں نظر آتا ہے۔ اور یہ بستی نورٌ علیٰ نور کا منظر پیش کر رہی ہے۔ عورتیں ہوں یا مرد، بچے ہوں یا بوڑھے ہر ایک کا رخ ان مقامات مقدسہ کی زیارت اور دعاؤں، ذکر الٰہی اور نوافل کی ادائیگی کی طرف ہے۔ نمازوں کی ادائیگی سے تین تین گھنٹہ قبل لوگ جا کر مسجد میں بیٹھ جاتے ہیں کہ زیادہ قریب سے اپنے پیارے آقا کا دیدار کر سکیں۔ فجر کی نماز پر بھی باوجود شدید سردی کے مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک ان کے صحن اور ملحقہ گلیاں نمازیوں سے بھری ہوتی ہیں۔ یہ ایام بڑے ہی روح پرور اور مبارک ایام ہیں۔ ہر طرف اللہ ہی اللہ ہے۔ یہ دن انشاء اللہ ایک عظیم الشان انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوں گے۔

اخبارات میں کوریج

آج بھی اخبارات میں خبروں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔

❁......روزنامہ 'ہند سماچار' نے اپنی 25 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصویر کے ساتھ 23 دسمبر 2005ء کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ درج ذیل عنوان کے تحت شائع کیا:

"صرف لفاظی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔ اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کیا گیا سفر بہت بابرکت ہوتا ہے"۔

❁......اخبار روزنامہ The Sunday Tribune نے اپنی 25 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور کی تصویر کے ساتھ جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے پروگرام کی خبر شائع کی اور لکھا کہ اس میں جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ خطاب کریں گے۔ اخبار نے جماعت کا تعارف بھی کروایا اور پاکستان سے آنے والے قافلوں کے بارہ میں بتایا۔

❁......اخبار روزنامہ 'پنجاب کیسری جالندھر'، روزنامہ اجیت سماچار جالندھر، روزنامہ 'دیش سیوک' چندی گڑھ نے بھی اپنی 25 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں جلسہ کے پروگرام کے بارہ میں خبریں شائع کیں۔

❁......اخبار روزنامہ 'چڑھدی کلا۔ پٹیالہ' نے اپنی 25 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور کے 23 دسمبر والے خطبہ جمعہ کا خلاصہ شائع کیا۔

❁......اخبار روزنامہ 'اجیت۔ جالندھر' نے "سالانہ جلسہ کے لئے ہزاروں مہمان قادیان پہنچے" کے عنوان کے تحت خبر شائع کی۔

❁......اخبار روزنامہ 'پنجابی ٹریبیون چندی گڑھ' نے اپنی 25 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں "احمدیوں کا قومی جلسہ قادیان میں ایک نظر سے" کے عنوان کے تحت ایک آرٹیکل شائع کیا۔

❁......اخبار روزنامہ 'دینک ٹریبیون' نے اپنی 25 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں "محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں" کے عنوان کے تحت آرٹیکل شائع کیا۔ اخبار نے اس آرٹیکل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور منارۃ المسیح قادیان کی تصاویر شائع کیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اخبارات میں خبروں، آرٹیکل اور مضامین کی اشاعت کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

26 دسمبر 2005ء بروز سوموار:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "مسجد اقصیٰ" میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

جلسہ سالانہ قادیان 2005ء

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان میں 114 ویں جلسہ سالانہ کا پہلا روز تھا اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا ایسا جلسہ تھا جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شرکت فرما رہے تھے۔

بہشتی مقبرہ سے ملحق علاقہ میں جماعت کو گزشتہ سالوں میں ......ایکڑ زمین خریدنے کی توفیق ملی ہے۔ اس زمین کے ایک حصہ میں مردانہ جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی۔ جلسہ گاہ کو محرابی دروازوں اور عربی، اردو، انگریزی اور ہندی زبان میں مختلف بینرز سے سجایا گیا تھا۔ ایک بہت بڑا سٹیج تیار کیا گیا تھا جسے خوبصورت پھولوں اور ایک بہت بڑے بینر کے ساتھ مزین کیا گیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ آبادی سے باہر نکل کر ایک کھلے میدان میں جلسہ سالانہ کا انعقاد کیا جا رہا تھا۔ تمام انتظامات بہت عمدہ رنگ میں کئے گئے تھے۔ لجنہ کی جلسہ گاہ مسجد ناصر آباد سے ملحقہ احمدیہ گراؤنڈز میں تیار کی گئی تھی۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں گزشتہ سالہا سال سے مردانہ جلسہ گاہ ہوتی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دس بج کر دس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے جلسہ گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پولیس کی بڑی بھاری نفری راستوں اور جلسہ گاہ کے باہر متعین تھی۔ ٹریفک پولیس علیحدہ طور پر ٹریفک کنٹرول کر رہی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ کی گاڑی پولیس کے Escort میں دس بج کر بیس منٹ پر جلسہ گاہ پہنچی جہاں سب سے پہلے پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لوائے احمدیت لہرایا۔ اس دوران جلسہ گاہ میں موجود تمام احباب بلند آواز میں قرآنی دعا ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ کا ورد کرتے رہے۔ لوائے احمدیت لہرانے کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

اس کے بعد حضور انور جونہی سٹیج پر تشریف لائے جلسہ گاہ نعروں سے گونج اٹھی۔ احباب جماعت نے پرجوش انداز میں نعرے لگائے۔

جلسہ کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو ترجمہ کے ساتھ ہوا جو مکرم حافظ مظہر احمد صاحب نے کی۔ بعدازاں مکرم ناصر علی عثمان صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام "لوگو سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں۔ جس میں ہمیشہ عادت قدرت نما نہیں" خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب

دس بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ حضور انور نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 14 کی تلاوت کی اور فرمایا:

"آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کے 114 ویں جلسہ سالانہ کا آغاز ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور سب شامل ہونے والوں کو اس مقصد کو حاصل کرنے والا بنائے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کا آغاز فرمایا تھا اور تمام شاملین کو ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہیں۔

حضور نے فرمایا: گزشتہ دو خطبوں میں بھی مَیں اس طرف توجہ دلاتا رہا ہوں اور اس مقصد کو حاصل کرنے میں ہماری زندگی کی بقا ہے۔ اور یہی وہ بنیادی چیز ہے جس کو اگر ہم نے حاصل کر لیا تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گئے اور یہ مقصد ہے تقویٰ کا حصول۔

حضور انور نے فرمایا: جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مصرعہ ترتیب دیا کہ "ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے" تو اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی تائید میں الہاماً آپ کو یہ مصرع عطا فرمایا کہ "اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وارث بننا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے پھل کھانے ہیں، اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہے تو اس جڑ کی حفاظت کرنا ہوگی، اس کی نشوونما کے لئے تمام لوازمات پورے کرنے ہوں گے۔ اس کو کھاد اور پانی کی بھی ضرورت ہے، اس کو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس کو ایسی بیلوں سے بھی محفوظ رکھنا ہے جو بڑے بڑے درختوں سے بھی اگر چمٹ جائیں تو ان کی رونق ختم کر دیتی ہیں۔

حضور نے فرمایا: یہ کھادیں، یہ خوراک اللہ تعالیٰ کے وہ تمام احکامات ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے جو نیکیوں کی فصلوں اور پھلوں کو ہرا بھرا رکھتے ہیں۔ اس کی آبیاری اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے، اس کے حضور جھکتے ہوئے آنکھوں سے نکلتے ہوئے آنسو ہیں۔ ان فصلوں کی نلائی، گدائی، اس کو جڑی بوٹیوں سے پاک کرنا اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے تمام نواہی سے بچنا ہے۔ تمام برائیوں کو اپنے دل کی زمین سے نکال کر باہر پھینکنا ہے۔ تبھی یہ جڑیں زمین میں گہری اور مضبوط ہوں گی اور تبھی ان جڑوں سے خوراک حاصل کرنے والی فصلیں اور باغ ثمر دار ہوں گے۔ تبھی اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر ایسے دلوں پر پڑے گی اور تبھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ان رسیلے اور میٹھے پھلوں سے فائدہ اٹھا سکے گی۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا: سچے تقویٰ کو حاصل کرنے کے لئے اور نیکیاں بجا لانے کے لئے ہر احمدی کو ہر وقت کوشش کرنی چاہئے۔ صرف احمدی ہو جانا کافی نہیں۔ صرف بیعت کر لینے سے یا اتنا کہہ دینے سے کہ ہم فلاں پرانے احمدی کی اولاد ہیں جس نے جماعت کی خاطر یہ یہ قربانیاں دی تھیں یا فلاں شہید ہمارا رشتہ دار ہے یا ہم فلاں خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمارے ساتھ معاملہ تقویٰ اور نیکیاں بجا لانے کی کوشش کو دیکھ کر کرنا ہے۔

حضور نے فرمایا: جب آنحضرت ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی فاطمہ کو یہ فرما دیا کہ فاطمہ یہ نہ سمجھنا کہ تم اللہ کے نبی کی بیٹی ہو اس لئے تمہارے ساتھ نرمی کا معاملہ ہوگا۔ نہیں بلکہ تمہارے اعمال ہی تمہارے کام آئیں گے۔

حضور نے فرمایا: یہ ٹھیک ہے کہ کلی طور پر کوئی اپنے عملوں سے نہیں بخشا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہونا بھی ضروری ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے بھی اللہ کے حکم کے مطابق تقویٰ پر چلنا اور نیکیاں بجا لانے کی کوشش ضروری ہے۔ اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تقویٰ پر چلنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے تمام اوامر اور نواہی کی تفصیل کھول کر بیان فرما دی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس اپنے ایمان کی اور باغوں کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے لئے اور ان کو ثمر دار بنانے کے لئے تقویٰ پر چلنا ہوگا۔ اللہ کا خوف دل میں پیدا کرنا ہوگا۔ تمام نیکیاں اختیار کرنے کو شش کرنی ہوگی اور تمام برائیوں کو بیزار ہو کر ترک کرنا ہوگا کیونکہ اس کے بغیر نہ آباؤ اجداد کی بزرگی کام آئے گی نہ کوئی خاندان کام آئے گا نہ کوئی قبیلہ کام آئے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تقویٰ سے متعلق ایک اور اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا: یہ اقتباس جو مَیں نے پڑھا ہے رسالہ "الوصیت" سے ہے۔ آج سے ٹھیک سو سال پہلے 20 دسمبر 1905ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا اور 24 دسمبر 1905ء کو یہ رسالہ شائع ہوا تھا تو تقویٰ کی طرف توجہ دلانے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری وفات کی اطلاع دے کر مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ اور ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ اس زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک اور جگہ دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے لوگوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت دعائیں بھی کی ہیں۔ حضور انور نے اس موقع پر وہ دعائیں بھی پڑھ کر سنائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ سال UK کے جلسہ سالانہ میں مَیں نے تحریک کی تھی کہ وصیت کی اس مبارک تحریک میں حصہ لیں اور اس پاک نظام میں اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگی پاک کرنے کے لئے شامل ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنیں۔ مَیں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا تھا کہ سو سال پورے ہونے پر کم ازکم پچاس ہزار موصیان ہو جائیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اُس وقت جو تعداد تھی اس میں تقریباً پندرہ ہزار اور شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے UK کے جلسہ تک درخواست دہندگان کی تعداد پوری ہو گئی تھی۔ سو سال تو آج دسمبر میں پورے ہو رہے ہیں لیکن جو مجلس کارپرداز پاکستان کو درخواستیں پہنچی ہیں وہ تقریباً

ساڑے سترہ ہزار ہیں۔مَیں نے پندرہ ہزار کہا تھا۔ابھی بہت سے وصیت فارم جماعتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔اور میرے خیال میں اس سے کہیں زیادہ درخواستیں آچکی ہیں جتنا کارپرداز کا خیال ہے۔بہرحال جماعت نے اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے توجہ دی۔

حضور نے فرمایا:اب اگلا ٹارگٹ تھا کہ اس وقت جو کمانے والے ہیں یا2008ءتک جو بھی کمانے والے ہوں گے اس کا پچاس فیصد نظام وصیت میں شامل کرنا ہے۔انشاءاللہ۔

حضور نے فرمایا:بعض چھوٹی چھوٹی جماعتوں نے یہ ٹارگٹ حاصل بھی کرلیا ہے۔اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس نظام کو افراد جماعت سمجھنے لگ گئے ہیں۔اور اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھانے کی کوشش میں لگ گئے ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ آج سے سو سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس نظام کا اعلان اس شہر میں فرمایا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کی تقدیر کے تحت ہی اس شہر سے مَیں آپ کو اگلا ٹارگٹ جس کی گزشتہ سال تحریک کی گئی تھی اس کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بہت سارے لوگ لکھتے ہیں کہ ہم اس فکر میں تو ہیں کہ وصیت کرلیں لیکن اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتے۔حضور انور نے فرمایا:یاد رکھیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو دعائیں پڑھی ہیں یہ اس لئے پڑھ کر سنائی ہیں کہ جب نیک نیتی کے ساتھ اس نظام میں وابستہ ہوں گے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل آپ کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف توجہ ہوگی۔پس آگے بڑھیں اور اس پاک نظام میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہیں اور اُن حقوق کی ادائیگی کے معیار حاصل کرتے جائیں جن کی طرف تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے۔

حضور نے فرمایا:بہرحال تقویٰ پر چلنے کا عزم اور اس کے لئے دعا ضرور کریں۔اللہ کے خوف اور آنکھ کے پانی سے تقویٰ کی جڑوں کو مضبوط کریں اور نیکیوں کی لہلہاتی فصلوں سے اپنی خوبصورتی اور حسن میں اضافہ کریں۔اس رسالہ ''الوصیت''میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ خوشخبری بھی دی کہ اگر تم تقویٰ پر قائم رہے،اس کی جڑیں مضبوطی سے تمہارے دلوں میں قائم رہیں تو اس کے رسیلے اور میٹھے پھلوں میں سے ایک نعمت جو خلافت کی نعمت ہے اس کا بھی جماعت میں قیام رہے گا۔

حضور نے فرمایا:اس نعمت سے بھی اگر فائدہ اٹھانا ہے تو تقویٰ کی جڑوں کو اپنے دلوں میں مضبوط کرنا ہوگا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خدا کا وعدہ ہے اور وہ سچے وعدوں والا خدا آج تک اپنے وعدے پورے کرتا آیا ہے اس انعام سے فیض اٹھانے والے انشاء اللہ پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔لیکن ساتھ ہر ایک کو یہ فکر بھی ہونی چاہئے کہ تقویٰ سے خالی ہوکر ہم کہیں جڑی بوٹیوں کی طرح جماعت کے اس حسین باغ سے کہیں باہر نہ نکال دئے جائیں۔ہم کہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں نہ آجائیں۔اس لئے اللہ نہ کرے کہ کبھی ایسا دن آئے جب کسی احمدی کے دل میں ہدایت کے بعد کسی قسم کی بھی کمی پیدا ہو۔اس لئے اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے دعائیں مانگتے رہنا چاہئے۔

حضور نے فرمایا:مجھے گزشتہ سال کسی نے یہ بھی لکھا تھا کہ ہجری قمری کے لحاظ سے2005ء میں خلافت کو بھی سو سال پورے ہو رہے ہیں۔لیکن بہرحال اس لحاظ سے آج وصیت کے نظام کو سو سال پورے ہونے کے علاوہ قمری سال کے لحاظ سے خلافت احمدیہ کو بھی سو سال پورے ہوگئے ہیں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ باوجود اس کے کہ پہلے اس لحاظ سے سوچ کر یہاں آنے کا پروگرام نہیں بنا تھا اور باوجود ایسے حالات کے جن کو موافق نہیں کہہ سکتے۔اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ دونوں لحاظ سے صدیوں کے پورا ہونے پر خلیفہ ٔوقت وہاں موجود ہے جہاں سے یہ پیغام دنیا کو دیا گیا تھا،جہاں سے خلافت احمدیہ کا آغاز ہوا تھا۔

حضور انور نے فرمایا:اللہ کرے جہاں نظام وصیت سے دنیا کے مالی نظام فائدہ اٹھانے والے ہوں،جہاں غریبوں ،یتیموں اور بیواؤں کے حقوق قائم ہوں۔جہاں محض اور محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے حقوق العباد کی ادائیگی ہو۔جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کے اعلیٰ معیار قائم ہوں وہاں تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خوشخبری کا بھی مصداق ٹھہرے کہ مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا تعالیٰ اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں بلکہ تمہاری ذات کی نسبت وعدہ ہے ۔جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔

حضور نے فرمایا:پس اے مسیح محمدی کی سرسبز شاخو!خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے روشن تابناک چمک دار مستقبل کی ضمانت دی ہے۔پس تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس سے فیض پاتے چلے جاؤ۔اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درختِ وجود کی سرسبز اور ثمردار شاخیں بنتے چلے جاؤ۔آج تمام دنیا میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کا جھنڈا اس مسیح محمدی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تم نے لہرانا ہے۔آج اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار تم نے قائم کرنے ہیں۔ہمارے بزرگوں نے تقویٰ کی جڑ کو اپنے دلوں میں مضبوط کرتے ہوئے یہ سب کچھ حاصل کیا اور انشاء اللہ ہم نے بھی حاصل کرنا ہے تا کہ نسلاً بعد نسلٍ اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے حصہ پاتے چلے جائیں۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب کے آخر پر حضور نے فرمایا:مَیں دوبارہ توجہ دلاتا ہوں کہ ان دنوں کو خاص طور پر بہت دعاؤں میں گزاریں۔بہت دعاؤں میں گزاریں،بہت دعاؤں میں گزاری ہیں۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب گیارہ بج کر45منٹ تک جاری رہا۔خطاب کے آخر پر دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ گاہ سے بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر لمبی اور پُرسوز دعا کی۔دعا کے بعد بارہ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ دارالمسیح تشریف لے آئے۔

نماز جنازہ

سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم حفیظ احمد صاحب ولد نواب دین صاحب چک نمبر219آر۔بی۔مغربی والا فیصل آباد پاکستان اور شاکرہ بیگم زوجہ محمد فرحت اللہ حیدرآباد(انڈیا) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائیں۔حفیظ احمد صاحب فیصل آباد پاکستان سے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ان کو دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔مرحوم پہلے ہی شوگر اور دل کے مریض تھے۔لیکن اپنی اس بیماری کے باوجود اپنے آقا کے دیدار کے لئے قادیان پہنچے تھے۔اس موقع پر حضور انور نے مرحوم کے ورثاء سے اظہار تعزیت بھی فرمایا۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد حضور اپنی رہائشگاہ دارالمسیح تشریف لے آئے۔بعدازاں سہ پہر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی سرانجام دئے۔

شام سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشرف لے جاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور اپنی رہائشگاہ دارالمسیح تشریف لے آئے۔

آج جلسہ گاہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب کا ہندوستان کی درج ذیل پانچ مقامی زبانوں میں Live ترجمہ نشر کیا گیا۔

تلگو،ملیالم،تامل،کنڑ،اڑیہ۔

اسی طرح لندن سے درج ذیل پانچ زبانوں میں Live ترجمہ نشر کیا گیا۔

انگریزی،عربی،جرمن،فرنچ اور بنگالی۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں قادیان کا یہ پہلا ایسا جلسہ سالانہ ہے جو MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی وجہ سے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہے اور مہمانوں کی آمد کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔آج ملک کے مختلف حصوں سے کئی قافلے قادیان پہنچے۔بیرونی ممالک سے بھی احباب کی آمد کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے انتظامات

مہمانوں کی غیر معمولی تعداد میں آمد کی وجہ سے جلسہ سالانہ کے انتظامات کو وسیع کیا گیا ہے۔امسال تین نئے لنگر خانے تعمیر کئے گئے ہیں۔اس طرح اب جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے چھ لنگر خانو میں کھانا تیار کیا جارہا ہے۔

مہمانوں کی قیامگاہوں کی تفصیل

مہمانوں کی رہائش کے لئے بھی وسیع طور پر انتظامات کئے گئے ہیں۔اس وقت درج ذیل جماعتی عمارات میں مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں:

دارالمسیح بیسمنٹ مسجد اقصیٰ،نصرت گرلز ہائی سکول و دفاتر،دارالضیافت،ایوان انصاراللہ،ایوان خدمت،ایوان طاہر،گیسٹ ہاؤسز دارالانوار،جامعۃ المبشرین،ہوسٹل جامعۃ المبشرین،گیسٹ ہاؤسز مارشس،سرائے طاہر،نصرت گرلز کالج،چارمنزلہ عمارت جس میں مختلف رہائشی اپارٹمنٹ ہیں،بیت النصرت لائبریری،ہال جلسہ سالانہ،ٹی آئی ہائی سکول،جامعہ احمدیہ وبورڈنگ،نور ہسپتال۔

اس کے علاوہ قادیان کی غیر مسلم انتظامیہ نے بھی اپنی درج ذیل عمارات مہمانوں کی رہائش کے لئے پیش کیں:

گورونانک دیوا کیڈمی،سونورانا پیلس،رکھڑا پیلس،وید کورسکول،انگلش ماڈل سکول،اے جی ایم پیلس،خالصہ سکول، ایس ایس باجوہ سکول،ایس این کالج،ڈی اے وی سکول۔

علاوہ ازیں قادیان کے احمدی احباب کے گھروں میں گیارہ ہزار مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں۔ایک سو پچاس گھروں نے اپنے صحنوں میں اور بعض نے چھتوں پر خیمے نصب کئے ہوئے ہیں۔

غیر مسلم احباب کے گھروں میں بھی دو ہزار کے قریب مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں۔

عارضی قیام گاہوں میں سے شیڈ دانہ منڈی میں چار ہزار سے زائد مہمانوں کی رہائش کا انتظام ہے۔

اس کے علاوہ30ایکڑ زمین پر خیمہ جات نصب کئے گئے ہیں جن میں مہمانوں کی کثیر تعداد ٹھہری ہوئی ہے۔

جلسہ کے لئے خصوصی ٹرینوں کی آمد

جلسہ سالانہ کے موقع پر تین اسپیشل ٹرینیں گوہاٹی (آسام)،کلکتہ(بنگال) اور حیدرآباد(آندھرا پردیش) سے قادیان پہنچی ہیں۔لوگ ٹرینوں میں تین سے چار دن کا سفر کرکے قادیان پہنچے ہیں۔ٹرینوں کے اندر ہی لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ نماز باجماعت کی ادائیگی،درس وتدریس اور لنگر خانہ کا انتظام رہا۔

صوبہ لکش دیپ سے آنے والے احباب پانچ دن کا سفر طے کرکے قادیان پہنچے ہیں۔

ہندوستان کے مختلف صوبوں سے آنے والے لوگ بڑی تکلیف اٹھا کر قادیان پہنچے ہیں لیکن کسی کے چہرہ پر بھی اتنے لمبے اور کئی کئی دن کے مسلسل سفر کے باوجود تھکن کے کوئی آثار نہیں۔قادیان پہنچتے ہی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے ساتھ ان کے چہرے خوشی ومسرت سے چمک اٹھے اور ہر کوئی اپنی خوش نصیبی اور سعادت پر خوش ہے کہ اسے اپنے پیارے آقا کا دیدار نصیب ہوا ہے۔اللہ یہ برکتیں اور سعادتیں ان کے لئے مبارک فرمائے۔

اخبارات میں کوریج

آج درج ذیل اخبارات نے اپنی26دسمبر2005ءکی اشاعت میں جلسہ سالانہ کے شروع ہونے کی خبریں شائع کیں۔

❁The Times of India،روزنامہ اجیت سماچار،روزنامہ اتم ہندو جالندھر،روزنامہ امراجالا،روزنامہ اجیت جالندھر،روزنامہ جگ بانی جالندھر اور روزنامہ چڑھدی کلا پٹیالہ۔

❁......اخبار روزنامہ پنجابی ٹریبیون چندی گڑھ نے اپنی26دسمبر2005ءکی اشاعت میں''جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ دنیا میں امن قائم کرے گا''کے عنوان سے ایک تفصیلی آرٹیکل شائع کیا۔اخبار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور پانچوں خلفاء احمدیت کی تصاویر شائع کیں اور منارۃ المسیح کی تصویر بھی شائع کی۔

❁......روزنامہ اسپوکس مین(پنجاب) چندی گڑھ نے اپنی26دسمبر2005ءکی اشاعت میں مہمانوں کی آمد کی تصویر کے ساتھ درج ذیل عنوان کے تحت ایک تفصیلی آرٹیکل اور خبر شائع کی۔''امن کا پیغام دیتی ہے جماعت احمدیہ''۔

❁......روزنامہ پنجابی ٹریبیون نے بھی اپنی 26دسمبر2005ءکی اشاعت میں قادیان میں مہمانوں کی آمد کی تصویر شائع کرتے ہوئے جلسہ کے بارہ میں تفصیلی خبر شائع کی۔

اخبار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصویر کے ساتھ ''ایک خدا کا اصول مانتی ہے جماعت احمدیہ''کے عنوان کے تحت تفصیلی خبر شائع کی۔

❁......روزنامہ ہندسماچار جالندھر نے اپنی 26دسمبر2005ءکی اشاعت کا صفحہ نمبر3، 6اور8مکمل طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قادیان آمد،حضور کے پروگراموں،جلسہ سالانہ کے انعقاد اور جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل مضامین کے لئے وقف کئے۔

اخبار نے صفحہ نمبر تین پر''روحانیت سے جھولیاں بھرنے اور وحدت اقوام کا نظارہ کرنے کا ذریعہ قادیان کا جلسہ سالانہ'' کے عنوان سے تفصیلی آرٹیکل لکھا۔جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے پانچوں خلفاء کی تصاویر شائع کیں۔نیز منارۃ المسیح کی تصویر بھی شائع کی۔

اخبار نے صفحہ نمبر آٹھ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بڑی تصویر شائع کی۔نیز''مسجد اقصیٰ''اور''منارۃ المسیح''کی تصویر بھی شائع کی۔''بیت الدعا''اور''بہشتی مقبرہ''میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی تصاویر بھی شائع کیں۔

اسی اخبار نے اپنے ان صفحات میں قادیان کی حکومتی انتظامیہ کی طرف سے مبارکباد کے پیغامات شائع کئے۔اسی طرح بعض جماعتی عہدیداران کی طرف سے بھی مبارکباد کے پیغامات شائع ہوئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

فیضان ’’ختم نبوت‘‘ کا احراری تصوّر اور اس کے چیمپین

۳۰ نومبر ۲۰۰۵ء کے جشن میں لدھیانوی ملاؤں نے اپنے پُر اسرار نظریہ ختم نبوت اور اس کے چیمپین کے راز سربستہ کا انکشاف کرتے ہوئے واضح کیا کہ:

’’ہماری (یعنی بھارت کی) آزادی ختم نبوت کی برکت ہے ... یہ عقیدہ ختم نبوت کا ہی فیض تھا کہ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، محمد علی جوہر، شوکت علی گوہر، مولانا حسرت موہانی ،ظفر علی خان، جانباز مرزا امرتسری، شورش کاشمیری جیسے لیڈر پیدا ہوئے‘‘۔

(ہند سماچار ۲۸ دسمبر ۲۰۰۵ء صفحہ ۲ کالم ۳)

’’مجھے اچھی طرح یاد ہے مجاہد آزادی اور بھارت کے اوّل پردھان منتری شری جواہر لال نہرو نے اپنے برطانیہ دورے سے لوٹ کر کانگرس کے مسلم لیڈران سے کہا تھا کہ مجھے برطانیہ جا کر اس بات کا اندازہ ہوا کہ **عقیدہ ختم نبوت کے خلاف انگریزی سازش دراصل اس ملک کی آزادی کو دور کرنے کا پلان ہے‘‘۔** (’’ہندسماچار‘‘ ۲۹ دسمبر ۲۰۰۵ء صفحہ ۳)

احرار کے نزدیک چونکہ پنڈت جی اس زمانہ میں ختم نبوت کے چیمپین اور مجاہد تھے اس لئے احرار نے صاف صاف کہہ ڈالا کہ اسلام کے باغی پاکستان کی بجائے ہم ہندو ہندوستان کو پسند کریں گے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ:

’’اگر محمد علی جناح اسلام کے اقتصادی اور سیاسی نظام کے خلاف کسی سرمایہ داری کے نظام کو چلائے تو نفع کیا۔ اور اگر جواہر لعل اور گاندھی خلفائے راشدین کی پیروی میں سوسائٹی میں نابرابری کے سارے نقوش کو مٹائے چلے جائیں تو بطور مسلمان کے ہمیں کیا نقصان‘‘۔

(تاریخ احرار صفحہ ۲۰)

اکیسویں صدی کا فراڈ اعظم

ان گستاخانِ ختم نبوت کی دیدہ دلیری اور دجل و فریب کا ایک اور نمونہ ملاحظہ ہو۔ اخبار ’’ہندسماچار‘‘ نے ۲۶ دسمبر ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں اپنے نامہ نگار کے قلم سے احرار کے اس سیاسی کیمپ سے متعلق خبر دی کہ

’’مولانا لدھیانوی نے کہا کہ دنیا بھر میں ڈیڑھ سو کروڑ کے قریب عاشقان رسول اللہ کے قول کے بیّن دلیل ہیں۔ روزانہ لاکھوں مساجد سے آذان میں موذّن یہی حلف دوہراتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔‘‘

پندرہ سو سال سے پوری دنیا میں آذانوں کی دلربا آوازیں فضا میں گونج رہی ہیں مگر ایک مسلمان بچہ بھی جانتا ہے کہ کوئی موذّن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا کوئی حلف نہیں اٹھاتا۔ یہ ایسا واضح کذب وافترا ہے کہ اسے اکیسویں صدی کا فراڈ اعظم کہنے میں ذرہ برابر مبالغہ نہیں ہوگا۔

علّامہ سید سلیمان صاحب ندوی نے اپنی ایک نظم میں احرار کے ادعائے ’’تحفظ ختم نبوت‘‘ کی حقیقت درج ذیل اشعار میں بےنقاب کی ہے ؎

منہ میں جو آئے وہ بک دیں اُسے حق سمجھے ہیں
دل سے اس کا نہ یقین ہے نہ عمل سے اقرار
نہ بزرگوں کا ادب ہے نہ اکابر کا لحاظ
نہ تخاطب میں وہ اسلام کا سنجیدہ وقار
دل تہی مایہ ہے لیکن جو زباں کو دیکھو
لفظ لفظ اس کا ہے ہم پایۂ درّ شہوار
دوستو دل میں متانت سے ذرا غور کرو
یہ صداقت کا نشاں ہے کہ حماقت کا شعار

اسرائیلی مسیح کی آمد ثانی کے قائل ختم نبوت کے منکر ہیں

مندرجہ بالا نظم ڈاکٹر چوہدری علم الدین صاحب میونسپل کمشنر امرتسر نے ۱۹۳۵ء کی احرار شورش کے دوران اپنی کتاب ’’احراریات‘‘ کے صفحہ ۳ پر شائع کی۔ نیز لکھا:

’’میرزائی مدعی ہیں کہ وہ حضور کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں بلکہ وہ اعتراض کرتے ہیں کہ خود مسلمانوں کی ایک بھاری جماعت حضور کو خاتم المرسلین نہیں مانتی کیونکہ اُن کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح دوبارہ آسمان سے اتریں گے۔ اب اگر جناب مسیح مستقل نبی ہوں گے تو حضور کی ختم المرسلینی پر زد پڑے گی۔ اور اگر حضرت مسیح امتی نبی کی حیثیت سے تشریف لاویں گے تو ان کا دعوی ہے کہ امتی نبی کا آنا ثابت ہوگیا۔ اور اس کے علاوہ یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مسیح کیوں اصلی اور حقیقی نبوت کے درجہ سے گر کر امتی نبی بنیں گے۔ کیا ہزارہا سال تک آسمان پر رہنے کا یہی نتیجہ ہوگا۔ لیکن میرزائی کہتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح کی دوبارہ تشریف آوری کے قائل نہیں کیونکہ اس سے حضور کی ختم المرسلینی قائم نہیں رہتی لیکن اگر میرزائیوں کا استیصال ضروری ہی ہو تو اس کا یہ طریق ہرگز نہیں ہے کہ ﴿لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ﴾ کے اصول کو ترک کر کے فتنہ و فساد کا راستہ اختیار کیا جاوے....درحقیقت احرار کا مقصد مرزائیت کا استیصال نہیں ہے بلکہ چندہ خوری ہے اور بس۔ چنانچہ اکثر اہل الرائے لوگوں کا خیال ہے کہ احرار کی تگ و دو کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ لوگ مرزائیت سے متنفر ہونے کے بجائے احرار کے طرز عمل سے نفور ہوتے جارہے ہیں اور یہ خطرہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ آئندہ مردم شماری میں میرزائیوں کی تعداد میں بہت بھاری اضافہ ہوجائے گا۔ اس لئے احرار کو چاہئے کہ وہ کوئی تعمیری کام شروع کریں اور تخریب ملت سے اجتناب فرمائیں‘‘۔ (احراریات صفحہ ۳۵۔۳۷)

اس بیان سے یہ حقیقت بالکل عیاں ہوجاتی ہے کہ احرار آنحضرت ؐ کو ہرگز خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتے۔ اُن کے نزدیک آخری نبی اسرائیلی اُمّت کے مسیح ہیں۔ ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ جیسی عاشق رسول جماعت یہ دجّالی عقیدہ ہرگز تسلیم نہیں کرسکتی، حضرت بانی سلسلہ احمدیہ غیرتِ رسول کا چلتا پھرتا پیکر تھے۔ آپ نے صدائے ربّانی بن کر یہ نعرہ بلند کیا ؎

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رُو زِ ایوانِ محمدؐ
بکار دیں نترسم از جہانے
کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من
کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ

❁❁❁❁❁❁❁

﴿اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (التوبۃ:18)

یوگنڈا (مشرقی افریقہ) میں Sonoli کے مقام پر نوتعمیر شدہ مسجد ’’مسجد مہدی‘‘ کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: شکیل احمد خان۔ مبلغ سلسلہ یوگنڈا)

یوگنڈا کے شمال میں امبالے سے چوبیس کلومیٹر جانب مشرق Sonoli کے مقام پر نوتعمیر شدہ، خوبصورت مسجد کا بابرکت افتتاح مورخہ 13/نومبر 2005ء کو مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر و مبلغ انچارج یوگنڈا نے کیا۔

اس مسجد کا سنگ بنیاد علاقہ کے پہلے احمدی مکرم طہٰ نابینڈے صاحب نے 12/مارچ 2005ء کو رکھا تھا۔ مکرم طہٰ صاحب نے 1962ء میں 20 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ قبول احمدیت کے بعد انہوں نے پرجوش داعی الی اللہ کا کردار ادا کیا اور مرکزی مبلغین کے ساتھ مل کر امبالے کے علاقہ میں جماعتیں قائم کیں۔ ان ہی کے ذریعہ مکرم سلیمان مفابی صاحب (Solemon Mafabi) نے دس سال کی عمر میں 1978ء میں عیسائیت کو ترک کرکے احمدیت قبول کی۔

مکرم سلیمان مفابی صاحب نے ہی یہ مسجد اپنے ذاتی خرچ پر 20 ملین یوگنڈن شلنگ میں تعمیر کروائی۔ مکرم سلیمان صاحب نے گیارہ سال کی عمر میں یہ عزم کیا تھا کہ اگر خدا نے مجھے توفیق دی تو مَیں ایک خوبصورت مسجد بنواؤں گا۔ 1980ء میں رمضان المبارک کے مہینہ میں ایک خواب کے ذریعہ انہیں مشکلات سے نجات اور مالی وسعت کی نوید ملی۔ اس کے بعد ان کی مالی حالت دن بدن بہتر ہونے لگی۔ 2003ء میں بذریعہ خواب انہیں اپنے وعدے کے ایفاء کی طرف توجہ دلائی گئی جس کے بعد انہوں نے مسجد کے لئے زمین خریدی اور 2005ء میں تعمیر شروع کروا دی۔ اس مسجد کی تعمیر میں درج ذیل احباب نے نمایاں حصہ لیا ہے۔

مکرم ایوب وزیرا صاحب، مکرم طہٰ نابینڈے صاحب، مکرم ہارون موڈیبو صاحب اور مکرم ابوبکر نابینڈے صاحب۔

تقریب افتتاح مسجد مہدی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا نام ’’مسجد مہدی‘‘ عطا فرمایا۔ اس مسجد کا ہال 42x27 اور برآمدہ 42x9 فٹ پر مشتمل ہے۔ اس میں سو سے زائد افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔ بجلی کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے سولر سسٹم (Solar System) کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ مسجد امبالے زون کی جماعت بومایامبا (Bumayamba) میں واقع ہے۔ یہ جماعت 1985ء میں قائم ہوئی تھی۔ قبل ازیں اس جماعت میں ایک چھوٹی سی ناپختہ مسجد تھی جو علاقہ کے احمدی احباب کے لئے ناکافی تھی۔

13/نومبر 2005ء کو مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے دعا کے ساتھ مسجد کا افتتاح کیا۔ اس تقریب میں مرکزی مبلغین کے علاوہ احباب جماعت اور غیراز جماعت کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ علاقے کے معززین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ سب سے پہلے مہمانوں میں سے LC-1 نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مکرم سلیمان مفابی صاحب جنہوں نے یہ مسجد اپنے خرچ پر بنوائی تھی اپنا تعارف کروایا اور مسجد کی تعمیر کا پس منظر بیان کرتے ہوئے اس مسجد کی رجسٹری کے کاغذات مکرم امیر صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ اس کے بعد مرکزی و زونل مبلغین اور امبالے زون کے ابتدائی احمدیوں کا تعارف کروایا گیا۔

مہمانوں میں علاقہ کے ممبر آف پارلیمنٹ مکرم نانڈیلہ مفابی صاحب نے اپنا پیغام بھجوایا جس میں انہوں نے مسجد کی تعمیر پر نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ بعد ازاں مکرم محمد علی کائرے صاحب، مکرم سلیمان سویانہ صاحب اور مکرم اسماعیل مالاگالا صاحب نے تقاریر کیں۔ اس کے بعد مکرم سلیمان مفابی صاحب کے والد صاحب جنہوں نے ایک سال قبل احمدیت قبول کی تھی کا بھی تعارف کروایا گیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کا پروگرام ہوا جس کے آخر پر 25 افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

تقریب کے آخر پر مکرم امیر صاحب نے مسجد کی تعمیر کی حقیقی غرض و غایت بیان کی اور دعا کروائی۔

اس موقع پر حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس تقریب میں 16 جماعتوں کی نمائندگی ہوئی اور 431 افراد نے شرکت کی۔ اس تقریب کی کچھ جھلکیاں یوگنڈا ٹیلی ویژن پر بھی دکھائی گئیں۔ نیز ریڈیو اور اخبار نے بھی کوریج دی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو علاقہ کے لئے بابرکت اور مرجع خلائق بنائے آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مصلح موعودؓ

ماہنامہ "النور" امریکہ فروری 2005ء کے شمارہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں ایک مختصر مگر جامع مضمون (کتاب "سوانح فضل عمر" از حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ) سے منقول ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اتنی خوبیوں اور صفات سے بہرہ ور تھے کہ آپ ایک فرد کی بجائے اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ آپ بہت متناسب الاعضاء میانہ قد تھے۔ جسم ہلکا پھلکا اور چھریرا تھا جو آخری عمر میں بھرا بھرا لگنے لگا تھا تاہم موٹاپا اور بھدّا پن کبھی بھی نہ آیا۔ آنکھیں غلافی پُرکشش جو عادتاً نیم وا رہتی تھی۔ نظر اُٹھا کر کم ہی دیکھتے تھے مگر جس چیز کو بھی دیکھتے تھے اسے پاتال تک دیکھ لیتے اور حقیقت کو بخوبی سمجھ لیتے۔

مسنون خوبصورت داڑھی جو نہ بہت لمبی تھی اور نہ ہی بہت چھوٹی۔ اسی طرح داڑھی کے بال نہ تو چھدرے اور بھدّے اور نہ ہی بہت زیادہ گھنے تھے۔ چہرے پر ایک بہت پیاری مسکراہٹ ہر وقت سجی رہتی تھی۔ کبھی کبھی قہقہہ لگا کر بھی ہنستے تھے مگر بہت کم۔

بالعموم دھیمی مگر ایسی قابلِ فہم آواز میں گفتگو کرتے کہ مخاطب کو سننے یا سمجھنے میں دقت نہ ہوتی اور دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ بعض مواقع پر، خاص طور پر عظمتِ دین اور خدائی وعدوں پر یقین کا مضمون بیان فرماتے تو آواز میں غیرمعمولی شوکت اور تاثیر پیدا ہوجاتی۔ آہستہ، ناقابلِ فہم اور مُبہم آواز میں بات کرنا آپ کو پسند نہیں تھا۔

گھر سے باہر آتے ہوئے ہاتھ میں چھڑی رکھنے کی سنت پر عمل پیرا ہونے کا اہتمام فرماتے۔ لباس بہت ہی سادہ ہوتا تھا اور اس کے متعلق کوئی خاص اہتمام نہ فرماتے سوائے اس کے کہ صاف ستھرا ہو۔

خوراک بہت تھوڑی اور سادہ تھی۔ کئی غریب، مخلص سادہ احمدی اخلاص و محبت سے مکئی کی روٹی، ساگ یا ایسی کوئی اور معمولی چیز یا موسمی پھل بطور تحفہ آپ کی خدمت میں بھجواتے تو آپ شوق و رغبت سے اسے استعمال کرتے اور بھیجنے والے کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی فرماتے۔

آپ کے مصروف اوقات کا اکثر حصہ پڑھنے لکھنے میں صرف ہوتا۔ مطالعہ بہت تیزی سے فرماتے، مطلب کی بات فوری طور پر اخذ کرنے کا غیرمعمولی ملکہ تھا۔ آپ کی لائبریری کی سینکڑوں کتابوں پر آپ کے قلم کے نشانات اور نوٹ یہ بتانے کے لئے کافی ہیں کہ آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی علم کے ماہر سے قرآنی بصیرت کی روشنی میں بات کر کے اسے اسلام کی صداقت و عظمت کا قائل کر لیتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں زیرِ مطالعہ کتب کا ڈھیر چارپائی کے پاس لگ جاتا۔ کبھی یہ بھی ہوتا کہ آپ اپنی لائبریری سے کوئی کتاب منگواتے تو ساتھ ہی یہ بھی بتادیتے کہ یہ کتاب لائبریری کے کس خانہ میں کس جگہ رکھی ہوئی ہے۔ کبھی یہ بھی بتادیتے کہ یہ حوالہ کتاب کے کس حصہ میں صفحہ کی کس جگہ پر ملے گا۔

آپ بچپن میں کئی کھیلیں کھیلتے رہے مگر جن کھیلوں سے آپ کو ہمیشہ دلچسپی رہی وہ تیراکی، نشانہ بازی اور گھوڑسواری تھی۔ جوانی میں تو آپ مشاق تیراکوں سے مقابلہ کرکے بازی لے جایا کرتے تھے۔ آپ کا نشانہ بہترین تھا۔ پہلے غلیل پھر ہوائی بندوق اور شاٹ گن وغیرہ بھی زیرِ استعمال رہیں۔ ہوائی بندوق سے شکار کی رغبت اس لئے بھی زیادہ ہوگئی کہ حضرت مسیح موعودؑ دماغی کام کرنے والے کے لئے پرندوں کی یخنی مفید سمجھتے تھے۔ نشانہ بازی کی مشق کیلئے درخت پر بیٹھی ہوئی بھڑوں کا ایک ایک کرکے نشانہ لیتے۔

آپ کے مشاغل میں عطرسازی کا ذکر بھی ملتا ہے۔ قوتِ شامہ بھی دوسری حسّوں کی طرح بہت تیز تھی بعض دفعہ آپ دودھ کا ایک گھونٹ پی کر یا سونگھ کر یہ بتادیا کرتے تھے کہ جس گائے کا یہ دودھ ہے اس نے کیا چارہ کھایا تھا۔ عطرسازی کو بطور مشغلہ اپنانے کی طرف توجہ اس وجہ سے بھی پیدا ہوئی کہ تیز خوشبو والے عام بازاری عطر آپ کو سخت ناپسند تھے۔ عطرسازی کے متعلق آپ نے بہت مطالعہ کیا، تجربات کئے، اس فن کے ماہروں سے گفتگو فرمائی اور پھر اپنی طبعی نفاست کی وجہ سے عطر کی نہایت عمدہ قسمیں دریافت فرمائیں۔

آپ کسی کے سپرد کوئی کام کرتے تو اس کے متعلق واضح ہدایات دیتے، تفصیلی راہنمائی فرماتے اور فوری طور پر رپورٹ دینے کی تاکید فرماتے۔ آپ ایک وقت میں پوری توجہ سے کئی کام کرسکتے تھے۔

آپؓ کی یادداشت بھی غیرمعمولی تھی۔ آپؓ کی آخری بیماری کے دوران لاہور ایک غیراز جماعت طبیب اپنے ایک دوست کے ہمراہ حضورؓ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو آپؓ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا کہ دیر کی بات ہے قادیان میں ایک دفعہ کسی مریض کو دیکھنے کے لئے آپ کو بلایا تھا۔ طبیب صاحب کو حافظہ پر زور دے کر یہ برسوں پرانی بات یاد آئی۔ ملاقات کے دوران بعض اوقات سیکرٹری وغیرہ کسی ملاقاتی کا تعارف کرواتے تو آپ ان کی تصحیح فرمادیتے۔ آپ نے کئی مواقع پر فرمایا کہ قادیان اور جماعت کے دوستوں کی نام بہ نام جتنی لمبی فہرست میں تیار کرسکتا ہوں اور کوئی نہیں کرسکتا اور کئی دفعہ حسبِ ضرورت اس کا تجربہ بھی ہوتا رہتا تھا۔

اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو پسند فرماتے تھے ایک دفعہ آپ نے اپنے بچوں میں سے کسی کو دیکھا کہ وہ اپنا جوتا پہریدار کو پالش کرنے کو دے رہا ہے۔ آپ نے وہ جوتا پکڑلیا کہ پہریدار کا یہ کام نہیں ہے وہ جماعتی ملازم ہے آپ کو اپنا کام خود کرنا چاہئے یا میں آپ کو پالش کردیتا ہوں۔ آپ خود وقارِعمل میں مٹی کھودتے، ٹوکریوں میں مٹی اٹھا کر لے جاتے اور بھرتی ڈالتے۔

سفر کے دوران ساتھیوں کی ضرورت کا خیال رکھتے۔ گرمیوں میں کارکنوں کو گھر سے برف بھجوانے کی ہدایت دیتے اور پھر قریباً ہر کھانے کے وقت تسلی کرلیتے کہ باہر برف بھجوادی گئی ہے۔ کھانے کے وقت یہ بھی دریافت فرماتے کہ سب کو کھانا مل گیا ہے۔ اگر کسی کارکن کو کام کے لئے بھجوایا ہوتا تو اس کا کھانا رکھنے کی تاکید فرماتے۔

آپؓ قادرالکلام شاعر تھے اور صرف اردو ہی نہیں عربی میں بھی اشعار کہتے تھے۔ ادبی حلقوں میں آپ احترام کی نظر سے دیکھے جاتے۔ تشحیذالاذہان اور اخبار الفضل کی ادارت کی وجہ سے آپ کو صحافت کا بھی خوب تجربہ تھا۔ نوجوانی میں ہی آپ کی تقاریر افادیت و تاثیر کے لحاظ سے بہت پسند کی جاتی تھیں۔ مگر منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد تو آپ کی یہ خوبی اتنی نمایاں ہوگئی کہ بلاخوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ سنجیدہ علمی خطاب کرنے والوں میں آپ سب سے آگے تھے۔ مختصر نوٹوں کی مدد سے بڑے وقار و متانت کے ساتھ بغیر کسی مصنوعی گھن گرج یا ہاتھ لہرانے پھیلانے کے، گھنٹوں ایسے بولتے چلے جاتے کہ جیسے کوئی کتاب پڑھ رہے ہوں۔ موضوع پر پوری گرفت ہوتی، ہر فقرہ موزوں اور درست ہوتا۔

آپ کی مخالفت بہت زیادہ تھی جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا موعود بیٹا ہونے کی وجہ سے آپکی پیدائش سے بھی پہلے شروع ہوگئی تھی۔ جماعت کے اندر بھی بعض کمزور ایمان والوں نے فتنے شروع کئے مگر اس ساری مخالفت کے باوجود آپ نے کبھی کسی سے نفرت نہ کی۔ جب موقع ملا تو مخالفوں سے بھی حسن سلوک فرمایا، قومی مفاد کے کاموں میں مخالفوں سے تعاون بھی کیا اور ان سے تعاون حاصل کرنے کی کوشش بھی فرمائی۔ اگر کسی مخالف کی کسی مشکل یا تکلیف کا علم ہوا تو اس کی ہرممکن مدد فرمائی۔ مخالفت میں تمام حدود کو تجاوز کرجانے والے بھی جب آخری عمر میں بیمار اور محتاج ہوئے تو حضور کی ہدایت پر حضورؓ کے معالج خاص ان کا علاج کرتے رہے اور حضورؓ کی طرف سے ان کی ادویات بھی مہیا کی جاتیں۔

آپ دن رات مسلسل محنت پر یقین رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے آپ کی قوتِ عمل سے حیران رہ جاتے تھے۔ روزانہ ڈاک میں آپ کو سینکڑوں خطوط ملتے، افرادِ جماعت آپ کو اپنے وسیع کنبہ کا سربراہ سمجھتے ہوئے ہر بات آپ کے علم میں لانا موجبِ برکت گردانتے۔ بچوں کا نام رکھوانے کے لئے، کاروبار شروع کرتے ہوئے بلکہ باہر سفر پر جاتے ہوئے آپ کی خدمت میں خط لکھ کر برکت حاصل کی جاتی۔ آپ کے خطوط میں جماعت پر اعتراضات بھی ہوتے، انتظامی امور بھی ہوتے، تعبیر طلب خوابیں بھی ہوتیں، جماعت کی ترقی کے لئے مشورے بھی ہوتے، غرض یہ ایک الگ عالَم تھا جس کا کوئی ایسا شخص جس نے یہ نظارہ خود نہ دیکھا ہو پوری طرح اندازہ وتصور بھی نہیں کرسکتا۔ یہ بتانے کی تو ضرورت نہیں کہ رات کا آخری حصہ دعاؤں اور عبادات کے لئے وقف ہوتا۔ آپ کو قریب سے دیکھنے والے تو آپ کی زندگی کو مسلسل عبادت سمجھتے تھے کیونکہ تلاوت بھی معمولاً بہت لمبی ہوتی تھی۔ نمازوں کی امامت کے لئے مسجد میں جانے کی وجہ سے یہ ایک مستقل مصروفیت تھی جو کافی وقت کا تقاضا کرتی تھی۔

اعزازات

☆ مکرم اعزاز احمد صاحب ابن مکرم ناصر محمود وڑائچ صاحب آف گوجرانوالہ نے F.Sc پری انجینئرنگ میں گوجرانوالہ بورڈ میں دوم آکر چاندی کا تمغہ حاصل کیا۔

☆ مکرمہ انیلہ بھنو صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر فضل محمود صاحب بھنو نے بورکینا فاسو میں A-Level کے امتحان میں اوّل آکر نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔

☆ مکرمہ آمنہ باسط صاحبہ آف ویسٹن ساؤتھ (کینیڈا) نے گریڈ ۱۲ میں گریجوایشن کے موقع پر یہ اعزازات حاصل کئے ہیں: قانون کے مضمون میں ۹۰ فیصد نمبر لینے پر لاء ایوارڈ، سپورٹس میں ملینیم ایوارڈ، A+ ایورج حاصل کرنے پر اونٹاریو سکالرز ایوارڈ، ڈیوک آف ایڈنبرا کا براونز ایوارڈ۔

☆ مکرم سلمان احمد انصاری صاحب ابن مکرم ڈاکٹر لئیق احمد صاحب انصاری نے Cranfield یونیورسٹی انگلستان سے Ph.D. کرتے ہوئے Most Outstanding Doctoral Student قرار دیئے جانے پر کنگ نارٹن طلائی تمغہ حاصل کیا ہے۔

☆ مکرم کامران داؤد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر کیپٹن محمد داؤد احمد صاحب آف ساہیوال نے F.Sc (پری میڈیکل) کے امتحان میں ملتان بورڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کرکے سلور میڈل حاصل کیا ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ 9 مارچ 2005ء کی زینت مکرم راجہ منیر احمد صاحب کی ایک نعت سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

تیری بعثت ہوئی کُل جہاں کے لئے
تو رحمت ہے کون ومکاں کے لئے
تری ذات جو وجہ تخلیق ہے
تو ہے اسوۂ زمین و زماں کے لئے
تمہی نے ہیں کھولے سب اسرارِ عشق
تو سرخیل ہے عاشقاں کے لئے
ہے جاری خلافت ترے نور سے
یہ ہے آبِ بقا تشنگاں کے لئے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 13 | Friday February 03, 2006 | Issue No. 05

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاریخی دورۂ بھارت کی مختصر جھلکیاں

نظام وصیت کے اجراء پر سو سال پورے ہونے پر موصیان کی تعداد 50 ہزار سے زائد ہو گئی۔
اب اگلا ٹارگٹ 2008ء تک کمانے والے افراد جماعت کے 50 فیصد کو نظام وصیت میں شامل کرنا ہے۔

جب نیک نیتی کے ساتھ اس نظام سے وابستہ ہوں گے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل آپ کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف توجہ ہوگی۔ پس آگے بڑھیں اور اس پاک نظام میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔

آج وصیت کے نظام کو سو سال پورے ہونے کے علاوہ قمری سال کے لحاظ سے خلافت احمدیہ کو بھی سو سال پورے ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ دونوں لحاظ سے صدیوں کے پورا ہونے پر خلیفۂ وقت وہاں موجود ہے جہاں سے یہ پیغام دنیا کو دیا گیا تھا، جہاں سے خلافت احمدیہ کا آغاز ہوا تھا۔ خلافت کی نعمت سے کماحقہ فائدہ اٹھانا ہے تو تقویٰ کی جڑوں کو اپنے دلوں میں مضبوط کرنا ہوگا۔ جلسہ سالانہ قادیان سے افتتاحی خطاب۔

اجتماعی ملاقاتوں میں ہزارہا افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ خلیفۂ وقت سے اخلاص و محبت کے روح پرور نظارے۔ اخبارات میں حضور انور کے دورہ کی بھرپور کوریج۔ مہمانوں کی قیامگاہوں کی تفصیل۔ جلسہ کے لئے خصوصی ٹرینوں کی آمد۔

(قادیان دارالامان میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

24 دسمبر 2005ء بروز ہفتہ:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

اجتماعی ملاقات

آج پروگرام کے مطابق بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، برما، نیپال، بھوٹان، عرب ممالک و دیگر ممالک سے جلسہ میں شامل ہونے والے احباب کی اجتماعی ملاقات تھی۔

صبح پونے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد اقصیٰ تشریف لائے اور ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا دو بجے تک جاری رہا جس میں چار ہزار سے زائد احباب جماعت نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ ساتھ ساتھ تصاویر بھی بنائی جا رہی تھیں۔ حضور انور مسلسل ساڑھے تین گھنٹے کھڑے رہے۔ اور احباب ایک قطار میں آتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مصافحہ کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ بعض احباب اپنا تعارف بھی کرواتے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی بعض احباب سے ازراہ شفقت گفتگو فرماتے۔

ملاقاتوں کے بعد اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ میں تشریف لاکر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

بہشتی مقبرہ میں دعا

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔

پاکستان، ہندوستان اور دنیا کے دوسرے ممالک سے آنے والے قافلے صبح و شام قادیان پہنچ رہے ہیں۔ ہر آنے والی صبح کو مہمانوں کی تعداد پہلے سے کئی گنا بڑھ جاتی ہے اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ آج بھی پاکستان سے 750 سے زائد احباب جماعت پر مشتمل قافلہ قادیان پہنچا۔ قادیان کے مکینوں کے ساتھ ساتھ دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے یہ احباب ہزاروں کی تعداد میں اپنے پیارے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے قادیان کے اُن گلی کوچوں کے اطراف پر کھڑے ہوتے ہیں جہاں سے گزر کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بہشتی مقبرہ دعا کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ روزانہ ہی دیدار کرنے والوں میں نئے چہرے شامل ہوتے ہیں۔ ہر ایک اپنے عشق و محبت اور فدائیت کا اظہار اپنے اپنے رنگ میں کر رہا ہوتا ہے۔ بعض خوشی و مسرت سے اپنے ہاتھ ہلا رہے ہوتے ہیں، بعض کی آنکھیں حضور انور کو دیکھتے ہی آنسو بہا رہی ہوتی ہیں تو بعض والہانہ انداز میں جوش کے ساتھ نعرے لگا رہے ہوتے ہیں۔ اور بعض اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے کیمروں میں ان یادگار لمحات کو محفوظ کر رہے ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے پیار کا اپنا رنگ ہے، اپنا اپنا انداز ہے۔ اور ہر ایک کے دلی جذبات کی اپنی اپنی داستان ہے جسے لئے ہوئے وہ ہزارہا میل کے لمبے فاصلے طے کر کے وہاں پہنچا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قادیان دارالامان آمد کے یہ ایام بہت ہی مبارک اور بابرکت ایام ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کے حصول کے دن ہیں جن سے ہر چھوٹا بڑا اسیراب ہو رہا ہے۔

بہشتی مقبرہ میں دعا کے بعد حضور انور واپس دارالمسیح تشریف لے آئے۔

لجنہ سے اجتماعی ملاقات

آج پروگرام کے مطابق لجنہ سے اجتماعی ملاقات تھی۔ حضور انور ملاقات کے لئے مسجد مبارک سے ملحقہ دالان حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا میں تشریف لے گئے۔ ہندوستان، پاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک سے آنے والی خواتین نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ خواتین ایک قطار کی صورت میں حضور انور کے سامنے سے گزرتی رہیں اور سلام عرض کرتیں اور شرف زیارت حاصل کرتیں۔ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا بھی اس دوران حضور انور کے ساتھ تشریف فرما رہیں۔ لجنہ سے ملاقات کا یہ پروگرام شام سوا سات بجے تک جاری رہا۔

ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ میں تشریف لاکر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

اخبارات میں کوریج

آج بھی اخبارات میں خبروں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔

❁......روزنامہ 'اجیت سماچار' نے اپنی 24 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور کے 23 دسمبر والے خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے درج ذیل عنوان کے ساتھ خطبہ کا خلاصہ شائع کیا۔ ''براہ راست نشریات میں حضرت مرزا مسرور احمد نے اکناف عالم کے مسلمانوں کو مخاطب کیا''۔

❁......روزنامہ 'امر اجالا' اور روزنامہ 'دینک جاگرن' اور روزنامہ 'اجیت جالندھر' نے بھی حضور انور کے خطبہ جمعہ کے حوالہ سے خبریں شائع کیں۔

روزنامہ اجیت جالندھر نے مزید لکھا کہ ''حضرت خلیفۃ المسیح نے جلسہ سالانہ کی تیاریوں کا جائزہ لیا''۔

اخبارات قریباً روزانہ ہی حضور انور کی مصروفیات، پروگراموں اور تقاریب کے بارہ میں خبریں شائع کر رہے ہیں۔ یہ خبریں اُردو، ہندی، انگریزی تینوں زبانوں میں شائع ہوتی ہیں۔

25 دسمبر 2005ء بروز اتوار:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

سوا دو بجے حضور انور نے مسجد اقصیٰ میں تشریف لاکر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

بہشتی مقبرہ میں دعا

چار بج کر 35 منٹ پر حضور انور بہشتی مقبرہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ آج بھی قادیان کے گلی کوچوں میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لئے عقیدتمندوں کا ایک جم غفیر تھا جس میں سے ایک بڑی تعداد اہالیان قادیان، ہندوستان کے دور دراز کے علاقوں اور پاکستان کی مختلف جماعتوں سے آنے والے عشاقان پر مشتمل تھی۔ قریباً یہ سبھی لوگ پہلی مرتبہ حضور انور کو اپنے درمیان دیکھ رہے تھے۔ عشق و محبت اور فدائیت کے جذبات امڈ امڈ کر ان کے چہروں پر آتے تھے اور ان جذبات سے ان کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی تھیں۔ آج انڈیا کی مختلف جماعتوں اور پاکستان سے بہت سے قافلے پہنچے تھے جنہوں نے آج پہلی مرتبہ اپنے پیارے آقا کا چہرہ مبارک دیکھا تھا۔ ہر کوئی خوشی و مسرت سے معمور تھا۔ اللہ یہ سعادتیں ان سب کے لئے مبارک فرمائے اور یہ برکتیں ان کے لئے دائمی بن جائیں۔

اجتماعی ملاقات

بہشتی مقبرہ سے واپسی پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں